

یہ نسخہ بھی آزمائیے

برتن کی تلی میں پھنکری کی ڈلی
کو پانی میں گھسیلا کر کے چسلا دیں
(پھیر دیں) اب وہی بہت اچھی
طرح بنے گا۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ پتلے
(پھیلے) بناتے وقت کڑھائی
میں چپک جاتے ہیں۔ ایسی
صورت میں دو تین بڑے تھپے
گرم تیل کے چیلوں (چیلوں) کے
گھول میں ڈال دیے جائیں
تو پھر نہیں چپکیں گے۔

بقیہ: اسلام کا روشن

دل سے قبول نہ کریں گے ان کے گھروں
میں مکاؤں میں بھی یہ کلمہ داخل ہو کر
رہے گا اور وہ لوگ ذلیل ہو کر
رہیں گے۔

بہر کیف اسلام کی اشاعت و
تبلیغ اور تفہیم اس زمانے کی اہم ترین
ضرورت ہے جس کا احساس بھی نہیں
بلکہ علی طور پر انجام دہی اہل علم کی
اورین ذمہ داری ہے تاکہ پیاسی
قومیں اسلام کے شیریں چشمے سے
سیراب ہو سکیں۔

جب پانی ابلنے لگے تو ڈبل روٹی
کے ٹکڑوں کو برتن کے منہ پر رکھ
دیجئے، بھاپ سے ڈبل روٹی پلاٹ
ہو جائے گی اور قابل استعمال بھی۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ سو جی میں
جلدی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ اگر
سو جی کو کڑھائی میں اچھی طرح بھون
لیا جائے اور پھنڈا ہونے پر
ڈبوں میں بھر کر رکھا جائے تو ایسی
سو جی کافی عرصہ تک خراب نہیں
ہوتی ہے۔

چادروں کو ابا لنتے وقت اگر
اس میں ادھا لیمو کاٹ کر پختہ
دیا جائے تو چادریں کھل جائیں گے
اور ان میں سے خوببو بھی آئے گی۔
اگر آپ کو لیمو پورا استعمال میں
نہیں لانا ہو تو اسے کاٹیں نہیں
بلکہ اس میں چھید کر کے ضرورت
کے لائق رس نکال لیجئے، چھید
پر ٹیپ لگا دیجئے اس سے نہ
تو لیمو خراب ہوگا اور نہ ہی لیمو
کے اندر کا رس سوکھے گا۔

سردی اور برسات کے زمانہ
میں وہی اکثر دیر سے مبتلا ہے

اگر دودھ پھٹ جائے تو اسے
بیکار سمجھ کر پھینکے نہیں اس میں
ایک لیمو پختہ کر پورا دودھ
پھاڑ لیجئے اس کے بعد کپڑے
میں چھان لیجئے، پنیر لگ کر جائیگا
جس سے آپ مختلف مزے دار
پیزیز بنا سکتی ہیں جو پانی بچے
وال میں ڈال کر دیکھے، نہایت
لذیذ بنے گی۔

اکثر گھروں میں ڈبل روٹی بچ جاتی
ہے، بچی ہوئی ڈبل روٹی کے چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے کر لیں اور گھی میں
بھون لیں عام طور سے جو سالے
سبزیاں یا گوشت بنانے میں استعمال
ہوتے ہیں انھیں اچھی طرح بھون
لیں بعد میں تلے ہوئے ڈبل روٹی
کے ٹکڑے ڈال دیں۔ نہایت
لذیذ سالن تیار ہو جائے گا۔ آکو
کی کجوری بنانا ہوں تو آکوؤں
میں تھوڑا سا جھنا ہوا بسن ملا لیا
جائے تو کجوری پھینکیں گی نہیں۔

اگر ڈبل روٹی سوکھ جائے تو اسے
بیکار سمجھ کر پھینکے نہیں بلکہ کسی
چھوٹے منہ کے برتن میں پانی ابا لیتے

بیتادگار حضرت مولانا محمد شاکر حسنی رحمۃ اللہ علیہ

جو زمین کا ترجمان



ماہنامہ
نکھ
نومہ

جلد پنجم
جوزی فروری ۲۰۰۱ء
شمارہ ۱-۲



اس شمارے کی قیمت: ۲ روپے

Ph. 270406

<p>سالانہ چھتہ</p> <p>* برائے ہندوستان: ۹۰ روپے</p> <p>* غیر ملکی ہوائی ڈاک: ۲۵ امریکی ڈالر</p> <p>* فی شمارہ: ۸ روپے</p>	<p>ایڈیٹر: محمد حمزہ حسنی</p> <p>معاونین: امامہ حسنی، میمونہ حسنی، اسحاق حسینی ندوی، جعفر مسعود حسینی ندوی</p>
---	--

نوٹ: ڈرافٹ پر 'RIZWAN MONTHLY' لکھیں

ماہنامہ 'رضوان' ۱۴۲/۵۳ محمد علی لین، گون روڈ، لاہور ۲۲۶۰۱۸

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد شاکر حسنی فاؤنڈیشن کے لئے نطامی آفٹ پریس ٹھکانہ اور رضوان محمد علی لین سے شائع کیا



کوئی بھی ملک ہو یا کہیں کی حکومت صرف ظاہری ساز و سامان اور مادی آلات و وسائل، تعلیم کی ترقی یا طاقت و سموت کی فراوانی، اس کی حفاظت اور ترقی کے لیے کافی نہیں جب تک کہ اس کے پاس اخلاق کا سرمایہ اور ایمان و یقین کی دولت نہ ہو جب تک کہ اس کے رہنے بسنے والے ایک دوسرے کے غمخوار اور ہمدرد نہ ہوں، جب تک کہ ان میں اپنے فرض کا احساس اور ایثار و قربانی کا جذبہ نہ ہو ان خصوصیات کے بغیر کوئی ملک بھی زیادہ دیر تک اپنی خوشحالی اور آزادی برقرار نہیں رکھ سکتا، جن لوگوں کی تاریخ پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ روم و ایران، بغداد اور خود ہمارا ملک ہندوستان اپنے اپنے وقت پر کتنے ترقی یافتہ اور خوشحال تھے لیکن جب بد اخلاقی، خود غرضی اور نا اتفاقی، دولت پرستی اور ظلم کا دور دورہ ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی آزادی اور خوشحالی کھو بیٹھے آج بھی جن ملکوں میں بد اخلاقی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے وہ ملک چاہے کتنے بڑے اور ترقی یافتہ ہوں اندر ہی اندر کھوکھلے ہوتے جا رہے ہیں۔

ہمارا ملک ہندوستان بھی اب ان بیماریوں کا شکار ہو چلا ہے اور پورے ملک میں بد اخلاقی خود غرضی اور تعصب کا دور دورہ ہے سیکڑوں جماعتیں ہیں ان گنت تخریبیں ہیں سوچنے والے دماغ میں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان بیماریوں کے ازالہ کی فکر جتنی کرنی چاہیے اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں پایا جاتا اور تمام بگ و دو طاقات اور قوتیں ملک کی ظاہری ترقیوں اور مادی آلات و وسائل کے بڑھانے اور پیداوار کے اضافہ پر صرف کی جا رہی ہے، ایک طرف ملک کی پیداوار، تعلیم کی ترقی اور عام خوشحالی کی فکر کی جا رہی ہے اور دوسری طرف بد اخلاقی اور بے حیائی کا ایک سیلاب۔ خود غرضی اور دولت پرستی کا ایک طوفان ہے جو مختلف راہوں اور طریقوں سے گھر گھر گھس رہا ہے، ظلم اور تعصب کا جذبہ ہے جو ہر جھوٹے بڑے کے دل میں گھر کر رہا ہے، کچھریوں اور عداوتوں، اسٹیشنوں اور دفاتر میں رشوت کا زور ہے اپنے پیٹ اور دوسرے کی جیب پر نظر رہتا ہے، بد اخلاقی کا یہ حال ہے کہ سڑکوں اور بازاروں میں نکلے تو بخش گانوں اور جیا سوز گیتوں سے کان بکنے لگیں گے، تداوم عریاں، محسوس اور تصویری دل اور قلبی اشتہاروں سے نظر بچ نہ سکے گی، پھر اسی پر بس نہیں سینما کے پردوں پر بے حیائی اور بے آبروی، عصمت دری تک کے گھناؤنے منظر دکھلائے جاتے ہیں جو کہ شریف تہذیب اور حیا دار آنکھ برداشت نہیں کر سکتی، ان مناظر کو دکھانے کے اتنے دکش طریقے اختیار کیے جاتے ہیں کہ کوئی اس سے محفوظ نہ رہ سکے، ان المناک اور شرمناک مناظر کو مرد و عورت، والدین اور اولاد بڑے اور چھوٹے ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں اور پھر

۳	مدیر	اپنی بہنوں سے
۵	مولانا محمد اویس ندوی	کتاب ہدایت
۷	امۃ اللہ نسیم	حدیث کی روشنی
۹	مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی	مخبر رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں
۱۴	قاضی سلیمان منصور پوری	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
۲۰	مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری	سچائی کی ضرورت اور اہمیت
۲۴	مولانا مفتی عبدالشکور صاحب	ماہ شوال کے چھ روزے
۲۰	مولانا محمد ثانی حسینی	نعت شریف
۳۱	مولانا محمد جاوید اشرف	اسلام کا روشن مستقبل
۳۵	مولانا محمد ثانی حسینی	نعت
۳۶	قاضی حبیب اللہ ندیم	دعایا مانگنے کا طریقہ
۳۸	محمد رفیق	انمول موتی
۴۱	محمد اجتباب ندوی	امام ابو حامد غزالی
۴۴	منور سلطان	تربیت اولاد کے ذریعے اصول
۴۷	مولانا سید زرار حسین شاہ	دین اکبری کے تعاقب میں
۵۴	مفتی راشد حسین ندوی	سوال جواب
۵۶	اقبال محسن	یہ نسخہ بھی آزمائیے

غیر شعوری طور پر اپنانے کی کوشش کرتے، یہ خود حکومت کلچر اور آرٹ کے نام سے پانچ گاؤں اور دو عورت کے ناجائز اختلاط کی سرپرستی کرتی ہے۔ رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ ناجائز خواہشات اور گندے جذبات کو برانگیختہ کیا جاتا ہے لوگ ان عریاں مناظر کو دیکھتے ہیں اور ان گھٹیا اور فحش رسالوں کو پڑھتے ہیں اور اپنے جذبات کی تسکین اور لطف و تفریح کی خاطر گھر گھر پہنچانے میں تعاون کرتے ہیں۔ ان تمام کوششوں کے نتیجے میں عوام کا مزاج اتنا گھٹیا ہو چکا ہے کہ ہر اس چیز کو پسند کیا جاتا ہے جس پر کوئی عریاں تصویر بنی ہو یا کوئی فحش گیت یا شعر لکھا ہوا ہو۔ اس کی وجہ سے عریاں تصویروں کا پھیلنا اتنا عام ہو چکا ہے کہ جس سے روزمرہ کی استعمال کی چیزیں تک نہیں بچ سکتی ہیں۔ دکانوں کے برڈر عریاں تصویروں سے مزین بسکٹوں سے پیکٹ ہوں یا سگریٹ کیس یا لائٹریں صابن ہو یا رومال یا اور کوئی چیز حتیٰ کہ عید جیسی مقدس اور خالص دینی تہوار کے کارڈوں اور رومالوں تک پر فلم ایکٹرسوں کی تصویریں نظر آئیں گی۔

اقبال نے کہا تھا۔ ہند کے شاعر و صورت گرد افسانہ نویس آہ بجاؤں کے اعصاب پر گور ہے سوار لیکن آج ہر طبقہ اس طاعون کا شکار ہے اور عورت تو عورت فحاشی اور عریاں اعصاب پر سوار ہے فحاشیات کا لاڈ ہے جو جل رہا ہے اور لوگ انصاف و ہنر اس میں کودتے جا رہے ہیں اور اس کے بھر گلنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جا رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ نسل انحراف و عورتی کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں اور کوئی طاقت اور قانون مجرموں اور پاپیوں کو سزا نہیں دے پاتا گھر کا سکون اڑتا جا رہا ہے آپس کی کشیدگی بڑھ رہی ہے خاندانی نظام بگڑ رہا ہے عورت و محبت و عفت و شرافت مٹ رہی ہے اور جنسی انارکی سامنے کو تباہ کر رہی ہے یہ سب حال اتنی زائد نشوونما کے ساتھ کہ اس سے غفلت برتنا ملک کے ساتھ اخلاق اور دین کے ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے اس کی طرف ملک کے سربراہی خواہ کو سب سے پہلے توجہ کرنی چاہیے۔ سب سے زیادہ اس کی ذمہ داری ملک کے رہنماؤں اور اعلیٰ حکومت پر عائد ہوتی ہے جہاں وہ مختلف مسائل

کو حل کرنے اور دشواریاں دور کرنے کے پلان بناتے ہیں، بد اخلاقی اور بے حیائی، خود غرضی جیسے مہلک امراض دور کرنے کے بھی پلان بنائیں اور اس کے لیے بھی کوشش کریں کہ ملک کو بگاڑنے اور بنانے میں ان کا بڑا دخل ہے حکومت ایک امانت ہے اس میں خیانت کرنا ایک بڑا اخلاقی جرم ہے اسی طرح ان تمام جماعتوں اور پارٹیوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو ملک کے نظم و نسق سنبھالنے کی ٹنگ رو کرتی رہتی ہیں اور جو سماجی اور اصلاحی خدمت کرنے کا دعوہ کرتی ہیں ان کا تعلق عوام سے بھی رہتا ہے اور حکومت سے بھی سیاسی کاموں سے پہلے اس کام کو کرنا چاہیے۔

آخر میں ہم اپنی بہنوں سے عرض کریں گے کہ اس سلسلہ میں ان پر بڑی ذمہ داری ہے اور ان کے کاندھوں پر اس کا بڑا بوجھ ہے اس لیے کہ اخلاق و بد اخلاقی کا حیا و بے حیائی کا ان سے بڑا تعلق ہے انھیں کو ان تمام کاموں میں گھسیٹا جاتا ہے انھیں کی عورت و ناموس کا استعمال کیا جاتا ہے کیا وہ یہ برداشت کرنے کو تیار ہیں کہ کلچر آرٹ تہذیب کا پردہ ڈال کر ان کی

(باقی صفحہ ۵۵ پر)



کتاب حیات



ضرورتِ ادب

سلام کا ادب

وَإِذَا حُتِبْتَ عَلَيْهِ تَحِيَّةٌ فَخَيَّرْ أَبْأَخْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدِّدْهَا - (نساء - ۱۱)

اور (مسلمانوں!) جب تم کو کسی نے سلام کیا جائے تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر (طور پر) سلام کرو، یا کم سے کم (ویسا ہی جواب دو۔

ایک ایسی بات بتانا ہوں کہ جب تم اس کو کر دو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ سلام کو پھیلاؤ، سلام کرنے کے لیے جانے اور آنے، بڑے اور بچے کا فرق نہیں، ہاں ادب کے خیال سے چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے سوار کو پیادل چلنے والے کو سلام کرنا چاہیے۔

گھر میں جاتے وقت بوی بچوں کو سلام کرو، مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت بھی لوگوں کو سلام کرو، جس کو سلام کیا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ سلام کا جواب اسی طرح یا اس سے اچھے طریقے سے دے یعنی سلام کرنے والے نے جو الفاظ کہے ہیں ان پر اور مناسب لفظوں کو زیادہ کرے۔

مجلس کا ادب

مجلس میں جگہ بیکھ کر کسی ضرورت سے خود اٹھ جانے تو پلٹنے کے بعد وہی اس

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ الشُّرُورُ فَأَنْشُرُوا - (مجادلہ)

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو کشادگی کرو، اگر تمہارے لیے کشادگی کرے گا اور اگر کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ۔

اس آیت میں مجلس میں بیٹھنے کا ادب بتایا گیا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کوشش کر کے اسی جگہ پر بیٹھتے ہیں جو کسی خاص وجہ سے خاص درجہ رکھتی ہے، ایسی حالت میں جگہ تنگ ہو جاتی ہے، لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر ان سے ذرا ہٹنے اور دوسروں کے لیے جگہ بنانے کے لیے کہا جائے تو وہ براماتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا ادب سکھایا ہے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھا کرو، صحابہ کا طریقہ تھا کہ جہاں بے تکلف پہلے جگہ مل جاتی ہے وہاں بیٹھ جاتے، مجمع کو حیر کر آگے بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے، مجلس میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھنا چاہیے، اگر کوئی شخص مجلس میں ایک جگہ بیٹھ کر کسی ضرورت سے خود اٹھ جانے تو پلٹنے کے بعد وہی اس

جگہ کا مستحق ہے۔
جلس میں جو معزز جگہ ہے وہاں
خود بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا چاہیے، کسی
وسر کے یہاں جانا ہو تو اس کی اجازت
کے بغیر اس کی خاص معزز جگہ پر نہ بیٹھنا
چاہیے۔

دوسوں کے گھر نہیں جانے کا ادب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ
بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْأَلُوا
السَّائِلِينَ أَهْلَهَا
ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ تَعَلَّمُوا
تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ
تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا
تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ
لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمْ
انْجِعُوا فَانْجِعُوا هُوَ
أَرْكَى لَكُمْ (نور - ۴)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے
گھروں میں، گھر والوں سے پوچھے
اور ان سے سلام علیک کیے بغیر نہ
جایا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے
یہ حکم تم کو اس لیے دیا گیا ہے کہ
جب ایسا موقع ہو تو تم اس کا خیال
رکھو۔ پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں
کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک

تمہیں بخاص اجازت نہ ہو ان میں
نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم
سے کہا جائے کہ (اس وقت موقع
نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ
آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لیے زیادہ
صفائی کی بات ہے۔

کسی کے گھر میں داخل ہونے
کے لیے اجازت لینا چاہیے، اس کے
بہت فائدے ہیں، مگر ان سب میں
اصلی بات یہ ہے کہ بعض وقت ایسی
حالت میں ہوتا ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتا
ہے کہ دوسرے اس کو ایسی حالت
میں دیکھیں! ہمارے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب کسی کے گھر جاتے تھے تو
اجازت لینے سے پہلے دروازہ کے دائیں یا
بائیں کھڑے ہوتے تھے، سامنے نہیں کھڑے
ہوتے تھے تاکہ اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے
ایک مرتبہ ایک آدمی آئے اور آپ کے
دروازہ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو آپ نے
فرمایا کہ دروازہ کے دائیں بائیں کھڑے
ہو، کیونکہ اجازت لینے کا حکم اسی لیے دیا
گیا ہے کہ گھر کے اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے
پائے۔

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام
کر کے کہے کہ میں اندر آ سکتا ہوں، تین بار
سلام کرنے کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس
جانا چاہیے! البتہ اگر کسی کو خود بلا یا جائے تو

اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

دکانوں میں جانے کے لیے اور اسی
قسم کی عام جگہوں میں جانے کے لیے اجازت
کی ضرورت نہیں، خود اپنے گھر کے اندر بھی
سلام کر کے جانا چاہیے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کو بار بار
اجازت لینے میں زحمت ہوگی، جیسے چوٹے
بچے یا لاندی غلام یہ ہر وقت گھر میں آتے
جاتے رہتے ہیں اس لیے ان کے لیے یہ
حکم نہیں ہے۔ لیکن تین وقت ایسے ہیں
کہ ان کے لیے بھی اجازت لینا ضروری
ہے! وہ وقت نماز عشاء کے بعد، نماز صبح
سے پہلے اور دوپہر کے وقت

علم منانے کا ادب

إِذَا اصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (بقرہ - ۱۹)

اور جب ان کو کوئی مصیبت پیش آئے
تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور
اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

آدمی پر جب کوئی مصیبت آئے، کسی کا
انتقال ہو جائے تو صبر سے کام لینا چاہیے خدا
سے دعا کرنا چاہیے، رنج کی وجہ سے آنسو نکل
آئیں تو کچھ حرج نہیں، مگر بیخ جمع نہ کرو، ناکیرو
بھاڑنا اور اسی طرح کی دوسری باتیں دین کے
خلاف ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

حدیث کی روشنی

مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
(نور - ۲)

بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان
والوں میں بے حیالی اور بد اخلاق پھیلے
ان کے لیے دنیا اور آخرت میں
دردناک عذاب ہے۔

دنیا میں پردہ پوشی سے آخرت میں پردہ پوشی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت
ہے کہ جو اللہ کا بندہ کسی اللہ کے بند
کی شرپوشی کرے گا اللہ اس کی
قیامت میں پردہ پوشی کرے گا۔ (مسلم)

گناہ کا اعتراف

امت اللہیت

اس کے اس فعل کی تحقیق ہو جائے
تو اس کو حد لگائی جائے اور ڈرائنٹ
پھٹکارنے کی جگہ بھرا کر دوبارہ
اس سے یہ فعل سرزد ہو تو اس کو حد
لگائی جائے۔ اور زبرد تو بیخ نہ
کی جائے۔ اگر تیسری بار پھر یہی عمل
کرے تو اس کو ذبح ڈالنے خواہ بال
کی رسی کے معاوضہ میں (بخاری مسلم)
شراب پینے کی سزا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا
جس نے شراب پی تھی آپ نے فرمایا
اس کو مارو پیو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے
ہیں کہ پھر تو کوئی ہاتھ سے مار رہا تھا
کوئی جو تلوں سے، کوئی کپڑوں سے،
جب وہ واپس چلا تو ایک شخص نے
کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے، آپ نے
فرمایا یہ مت کہو شیطان کی اس
کے مقابلہ میں مدد نہ کرو، یعنی سزا
تو بھگت چکا اب اس کے لیے ہدایت
و اصلاح کی دعا کرو۔

لوٹنے کی سزا
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب لوٹنے کی بدکاری کرے اور

بھلائی کر دے شاید کہ تم فلاح پاؤ۔
مسلمانوں کی مدد کی
فضیلت اور نفع

کی مدد میں ہو گا اور جو علم کی تلاش
میں راستہ طے کرے گا اللہ تعالیٰ
اس کے لیے جنت کا راستہ آسان
فرمائے گا اور جو لوگ اللہ کے گھروں
میں سے کسی کے گھر یعنی مسجد میں جمع
ہوں گے اور اللہ کی کتاب پڑھیں گے
اور آپس میں سنائیں گے تو ان
کے دلوں پر تسکین اترے گی اور
رحمت ان کو ڈھانپ لے گی اور
فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور اللہ
تعالیٰ اپنے پاس والوں میں ان کو
فرمائے گا اور جو اپنے عمل میں سستی
کرے گا تو اس کو اس کا نسب نہیں
بڑھا سکتا۔

سفارش

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةَ حَسَنَةَ يَكُنْ
لَهُ نَصِيبٌ مِمَّا رَسَخَ فِيهَا (نساع ۱۱)
جس نے کسی کے لیے اچھی سفارش
کی تو اس کو اس کا اجر ملے گا۔

سفارش کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ اشعریؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس جب کوئی حاجت مند
آتا تو آپ اپنے ہم نشینوں سے
فرماتے کہ سفارش کر اس کا اجر

ملے گا اور فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی
زبان پر جیسا چاہے کرے گا۔
(بخاری، مسلم)

سفارش کا قبول کرنا ضروری نہیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تبریز سے فرمایا۔ اپنے شوہر کی
طرف پلٹ جاؤ۔ انھوں نے کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ
ہم کو حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں
میں تو سفارش کرتا ہوں۔ برہم کو
اس کی حاجت نہیں ہے۔ (بخاری)

لے یعنی عمل کی کوتاہی کی تلافی نسب سے نہیں
ہو سکتی اور نسب عمل کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔
لے یعنی تم سفارش کے ثواب سے کیوں محروم ہو۔
لے حضرت بریرہؓ کو حضرت عائشہؓ نے آزاد
کیا حضرت بریرہؓ کے شوہر غلامی کی حالت میں
تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
بریرہؓ کو نکاح باقی رکھنے اور فریح کرنے کا اختیار
دیا تھا۔ پس وہ اپنے شوہر سے الگ ہو گئی تھیں۔
لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش اس وجہ
سے کی تھی کہ حضرت بریرہؓ کے شوہر بریرہؓ کے
غم میں رونے بھرنے تھے تو حضورؐ کو ترس آتا تھا۔
لے معلوم ہوا کہ حکم مالا نہیں جاسکتا سفارش
کے بارے میں اختیار ہے۔

محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

یہ تقریر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے تحفظ حتم نبوت کانفرنس بمقام (موبین لال لکھنؤ) کا افتتاح کرتے وقت فرمائی
جو ٹیپ سے نقل کرنے کے بعد یہ ناظرین کی جا رہی ہے۔

الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على خاتم
النبيين محمد وعلى آله وصحبه
اجمعين ومن تبعهم باحسان و دعا
بدعوتهم الى يوم الدين!
اما بعد:

بزرگو اور دوستو یہ میرے لئے مسرت اور
سعادت کی بات ہے کہ میں اس اہم
موضوع کے جلسہ میں اور کانفرنس میں
شریک ہوں۔

حقیقت میں مسلمانوں کو اپنے نبی
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عقیدت و محبت کا جو تعلق ہے اس کی بنا پر
اس بات کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا کہ
آپ کی رسالت اور آپ کی ختم رسالت
کے سلسلہ میں کوئی گستاخی ہو یا اس سے
کوئی بغاوت کرے اور اس کو مسلمان
برداشت کر لیں، یہ ان کے ایمان کے بھی
خلاف ہے اور ان کی اس محبت کے بھی
خلاف ہے جو ان کو اپنے نبی حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، اور یہ
امت اس سلسلہ میں مشہور ہے اور اس میں
اس کو مثالی حیثیت حاصل ہے۔ اس کو اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہے
شاید ہی کسی امت کو اپنے نبی سے ہوئی
ہوگی۔ اور یہ محبت حقیقت میں اس امت

کے امت محمدیہ اور امت اسلام ہونے کی
ایک ضمانت ہے اور اپنے نبی سے گھرے
تعلق اور اس طرح اپنے دین سے وابستگی کا
بڑا ذریعہ ہے، اس امت کے افراد دنیا کے
مختلف حصوں میں رہتے ہیں، گاؤں گاؤں
میں رہتے ہیں اور بستیوں میں رہتے ہیں،
ایسی جگہوں میں بھی رہتے ہیں جہاں وہ
بہت چھوٹی اقلیت ہیں اور جہاں ان کے
لئے دین سے واقفیت کے ذرائع حاصل
نہیں ہیں اور وہ دین کے فرائض اور
شریعت سے بالکل ناواقف ہیں لیکن ان کو
مسلمان باقی رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ان کا وہ
تعلق ہے جو ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہے۔ ان کے اس تعلق نے اس
امت کی بڑی حفاظت کی ہے، اس کی وجہ
سے امت اپنے کو مسلمان جاننے اور ماننے
پر قائم رہی ہے۔ یہ درحقیقت حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے اثر
سے بھی ہے جس کی وجہ سے قیامت تک
آپ ہی ان کے نبی رہیں گے۔ اسی کا نتیجہ
ہے کہ اس امت کے افراد ہر چیز برداشت
کر سکتے ہیں لیکن اس بات کو نہیں برداشت
کر سکتے کہ ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا
آپ کی نبوت کے سلسلہ میں کوئی گستاخی
کی بات کہی جائے یا ان کے اوپر شبہ کیا
جائے یا ان کے متعلق ایسی بات کہی جائے

جو نامناسب ہو۔ مسلمانوں کا یہ جذبہ ان
کے لئے بہت بڑی دولت ہے اور بہت بڑا
ذریعہ ہے جو اس امت کی بقا کا ضامن ہے
اور اس امت کی حفاظت کر رہا ہے اور اس
سے یہ امت محفوظ ہے لیکن آپ جانتے
ہیں کہ شیطان بہت ہی عزم کے ساتھ،
بہت ہی دانائی کے ساتھ اپنے گمراہ کن کام
کے لئے فکر مند رہتا ہے، وہ کسی کو بہکانا
چاہتا ہے تو سیدھے سیدھے وہ بات نہیں
کہتا جو بہکانے کی ہے، مثلاً کسی نمازی سے
سیدھے یہ نہیں کہے گا کہ تم نماز چھوڑو اور
کسی سے یہ نہیں کہے گا کہ تم زنا کار تکاب
کر دیا کسی حرام کام پر جسے لوگ حرام سمجھتے
ہیں اس کا ارتکاب کرو، وہ اس راستے سے
آتا ہے کہ جس راستے سے آدمی دھوکے
میں آجائے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ
اس امت کو بار بار اس بات سے سابقہ پڑا
ہے کہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
ختم نبوت کو چیلنج کیا ہے اور بہت ہی
خاموشی سے اور بہت ہی حکمت و دانائی سے
بہکانے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا یہ
 حربہ چلا نہیں اور جلد آشکارا ہو گیا کہ یہ
حرکت بڑا فتنہ ہے اور لوگ فتنہ کو دیکھ کر
سنجھل گئے، اور دھوکے میں نہیں آئے۔ اگر
تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کی آپ
کو بار بار مثالیں ملیں گی، جو مثالیں ہم تاریخ

میں پڑھتے ہیں وہ مثالیں بڑی بھونڈی معلوم ہوتی ہیں لیکن اپنے وقت میں وہ مثالیں خطرناک تھیں۔ اس لئے کہ ایسے طریقوں اور ایسی حکمت سے یہ بات کہی گئی تھی کہ جن سے لوگ دھوکے میں آگئے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی، اس عہد میں بھی غلام احمد قادیانی قادیان کا رہنے والا تھا اور بہت پڑھا لکھا آدمی تھا، اس نے آہستہ آہستہ طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلے تو اسلام کی اشاعت اور دعوت کا کام شروع کیا اور ایسا ظاہر ہوا کہ یہ ایک دائمی آدمی ہے، یہ اسلام کو پھیلاتا چاہتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ پھر اس نے جب یہ دیکھا کہ اس کا اثر کچھ پھیل گیا ہے اور کچھ کنتی کے لوگ اس کو ایک اچھا انسان اور اسلام کی دعوت کا آدمی اور پڑھا لکھا انسان سمجھنا شروع ہو گئے اور بعض لوگ اس سے دھوکے میں آکر اس سے متعلق ہونے لگے تب اس نے آہستہ آہستہ اپنا قدم آگے بڑھایا اور پہلے اپنے کو مجدد کہا، پھر اپنے کو ظلی نبی کہا، پھر نبیوں میں سب سے بڑا نبی کہا، اور آخر میں اس حد تک پہنچ گیا جس حد تک کوئی تصور نہیں کر سکتا، لیکن اس طریقہ سے اور اس حکمت سے اس نے یہ کام کیا کہ بہت سے لوگ دھوکے میں آگئے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہوئی کہ اس فرقہ کے ماننے والوں نے یہ دطیرہ اختیار کیا کہ اس کے لوگ موقع محل دیکھ کر بات کو بدل دیتے ہیں، مثلاً اگر کوئی ایسا موقع ہے جہاں کوئی خطرہ ہے کہ ان کی بات کو رد کر دیا جائے گا تو صاف انکار کر دیتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ان کو نبی نہیں مانتے، ہم ان کو ایک مصلح مانتے ہیں، مجدد مانتے ہیں یا اور کوئی بات کہہ دی، اس

طریقہ سے وہ دھوکہ دے کر آدمی کو اپنے سے متعلق کر لیتے ہیں اور اس کو اپنے ساتھ رکھ کر اس کے ذہن کو بار بار دھوتے رہتے ہیں اور اس کو اپنا بنا لیتے ہیں۔ اس طریقہ سے دھوکہ دے کر انہوں نے سارا کام کیا ہے۔ حقیقت میں لوگوں کو اگر شریعت کی ساری باتیں معلوم ہوں اور ضرورت کے مطابق جو تفصیلات ہیں اس سے واقف ہوں تو کبھی ان کے دھوکہ میں نہیں آسکتے، لیکن جو لوگ ناواقف ہوتے ہیں یا جو لوگ جاہل ہیں اسلام کے سلسلہ میں ان کو کوئی بات نہیں معلوم سوائے اس کے کہ اللہ ورسول اور کچھ ضروری باتیں بہت ہی عام باتیں معلوم ہوتی ہیں ان کو ایسے لوگ دھوکہ دے سکتے ہیں اور اپنی طرف بلا سکتے ہیں۔

جہاں تک اس فتنہ کا جائزہ لیا گیا ہے تو یہ بات بالکل عیاں ہو چکی ہے کہ اس فتنہ کو حقیقت میں انگریزوں نے کھڑا کیا تھا اور انگریز یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی طاقت ٹوٹ جائے اور مسلمان جن کو ان سے واسطہ پڑ رہا تھا اور آزادی کی جنگ لڑی جا رہی تھی جس میں مسلمان باقاعدہ شریک تھے اور انگریزوں کے خلاف انہوں نے باقاعدہ محاذ بنایا تھا۔ انگریز یہ چاہتے تھے کہ ان مسلمانوں کی طاقت ٹوٹ جائے، انہوں نے اس کے لئے ظلم بھی بہت کئے لیکن یہ ظلم و زیادتی سے نہیں ٹوٹ سکتی اور بالآخر انہوں نے یہ کہا کہ اگر ٹوٹ سکتی ہے تو اس سے ٹوٹ سکتی ہے کہ ان میں تفرقہ پیدا کر دیا جائے اور ان کے عقیدہ کو بگاڑ دیا جائے۔ انہوں نے اس کا جائزہ لیا اور ان کو ایک شخص ایسا مل گیا جو اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اس کی بڑی دلیل یہ ہے

کہ اس شخص (مرزا غلام احمد) نے یہ فتویٰ دیا کہ اس زمانہ میں جہاد نہیں ہو سکتا اور انگریزوں کی حکومت اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے، انسانوں پر اور یہ ایک نعمت ہے، باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا کہ انگریزوں کی حکومت یہاں کی رعایا کے لئے ایک نعمت ہے اور اس کو باقی رہنا چاہئے اور اس کی وفاداری کرنی چاہئے۔ اسی طرح اس نے وہ باتیں جو انگریزوں کے خلاف عام ہو رہی تھیں ان کو بھی ناجائز قرار دیا، تو ان باتوں سے اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کو حقیقت میں انگریزوں نے کھڑا کیا ہے اور وہ یہاں پر جو آزادی کی جدوجہد ہو رہی ہے اس کو توڑنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے عقیدہ کو خراب کرنا چاہتے ہیں، اگر مسلمانوں کا عقیدہ ٹوٹ جاتا ہے یا خراب ہو جاتا ہے تو پھر ان کی طاقت کو توڑا جاسکتا ہے۔ یہ کام برابر ہوتا رہا جب تک انگریز رہے، اس کی سرپرستی کرتے رہے اور اس سرپرستی کو آپ اس طرح جان سکتے ہیں کہ جہاں جہاں انگلستان میں اور مغربی ممالک میں جہاں انگریزوں کا اور ان لوگوں کا اثر ہے وہاں آپ دیکھیں گے کہ ان کے بڑے بڑے دفاتر قائم ہیں اور بڑے بڑے مراکز قائم ہیں جہاں سے بڑے پیمانہ پر اور اعلیٰ طریقہ پر کام ہو رہا ہے کہ جو معمولی ذرائع کے ذریعہ نہیں ہو سکتا، آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے جو دعوتی اور ملتی کام ہیں وہ کس دشواری کے ساتھ انجام پاتے ہیں۔ آمدنی کے ذرائع اور ان کے جو مصارف ہیں ان کے لئے کتنی دشواری ہوتی ہے، لیکن آپ ان کے مراکز کو دیکھئے ان کے دفاتر کو دیکھئے تو اس اعلیٰ پیمانہ پر کام ہو رہا ہے جو حکومتیں کر سکتی ہیں، یہ صاف

دلیل ہے کہ باقاعدہ ان کی سرپرستی اور ان کی مدد بڑی طاقتیں کر رہی ہیں اور وہ طاقتیں کر رہی ہیں جو اس وقت اسلام کو نیچا دکھانا چاہتی ہیں اور اسلام کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا کی ساری بڑی طاقتیں مسلمانوں کی اسلامی طاقت کو مسلمانوں کی ایمانی طاقت کو توڑنا چاہتی ہیں، جگہ جگہ اس کی کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ سے اور اپنے دین سے ہٹ جائیں اور اسلام کی جو روحانیت ہے اور اس کی جو روحانی طاقت ہے وہ ٹوٹ جائے اور کمزور ہو جائے، اس کی کوشش ساری بڑی طاقتیں کر رہی ہیں، اس کے لئے بہترین ذریعہ قادیانی تحریک اور قادیانی فرقہ ہے کہ جو اسلام کی جڑوں کو اس طرح کھوکھلا کرنا چاہتا ہے جیسے دیمک کسی لکڑی کی جڑوں کو کھا جائے، اس طرح اسلام کی جڑوں کو کھا جائے، اس لئے کہ اسلام کا انحصار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے، جو شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اسی پر اسلام کا دارومدار ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشکوک ہو جاتی ہے یا سوخت ہو جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو اسلام ختم ہو گیا، اسلام باقی نہیں رہا اور جب صاف صاف قرآن مجید میں یہ اعلان ہو چکا "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً صاف صاف کہہ دیا گیا دین مکمل ہو چکا، دین کے مکمل ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی اضافہ یا زیادتی کی ضرورت نہیں ہے، قیامت تک یہ دین

اسی طرح قائم رہے گا اور جب دین مکمل ہو گیا اور دین میں اب نہ کسی کی یا اضافہ کی ضرورت ہے تو نبی کے آنے کی ضرورت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کر دیا اور آپ نے اس بات کا صاف صاف اعلان کیا کہ (لانی بعدی) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً" حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سے جو انبیاء برابر آ رہے تھے، ہزاروں کی تعداد میں اور لاکھوں کی تعداد میں جو انبیاء آئے ہر جگہ آئے، ہر بستی میں آئے، ہر قوم میں آئے، اس کا مطلب یہ تھا کہ برابر یہ دین حالات کے لحاظ سے، قوموں کے لحاظ سے اور وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے اس میں کمی یا اضافہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جا رہا تھا اور انبیاء علیہم السلام کی یا اضافہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچا رہے تھے، وہ کمی و اضافہ آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا ہے، اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو دائمی نبوت قرار دیا گیا جو قیامت تک رہنے والی ہے اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں، یہ دین کی سب سے بڑی حفاظت ہے، اس نکتہ کو بڑے بڑے حکماء و عقلاء نے سمجھا ہے کہ اگر نبوت کا یہ سلسلہ باقی رہتا جیسے پہلے تھا اور اگر اس کی گنجائش ہوتی کہ نبی بار بار آتے رہیں تو دین پھر باقی نہیں رہ سکتا تھا اور دین مکمل بھی نہ ہوتا، اس کا صاف مطلب یہ ہوتا کہ دین ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف اعلان فرماتا ہے کہ دین مکمل ہو گیا اور دین کے مکمل ہونے کے بعد کوئی

ایسا معاملہ نہیں ہو سکتا کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ دین میں کسی اضافہ یا کمی کی ضرورت ہے اور غلام احمد قادیانی نے صرف نبوت ہی کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس نے ایسی ایسی باتوں کا دعویٰ کیا کہ جو اگر آپ غور کریں تو مسخرہ پن معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر وحی آتی ہے اور وحی صرف عربی زبان میں نہیں، عربی زبان میں ان پر وحی آئی، ہندی زبان میں وحی آئی، انگریزی زبان میں وحی آئی اور ایک وحی تو ان پر شارٹ ہینڈ میں آئی۔ سوچئے تو کیا وحی کوئی مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ وحی بھیج رہا ہے کبھی انگریزی میں بھیج رہا ہے، کبھی ہندی میں بھیج رہا ہے اور ایک ہی آدمی کے پاس اور آخری بات یہ کہ شارٹ ہینڈ میں وحی آئی، یہ مسخرہ پن نہیں تو اور کیا۔ آپ اس کی تاریخ پڑھئے اور حالات جانتے تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہ کوئی متوازن ذہن کے آدمی کے حالات ہیں، کسی مخلص آدمی کے حالات ہیں یا کسی گمراہ آدمی کے حالات ہیں، ان حالات سے دلچسپی نہیں جو غیر متوازن ہوں یا بچوں کی باتوں جیسے حالات ہوں۔ ہم سے انہیں کیا لینا دینا لیکن ہمیں یہ کہنا ہے کہ ختم نبوت اسلام کا احاطہ، اسلام کی چہار دیواری بن چکی ہے۔ جب یہ اعلان ہوا "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً" تو اسلام کے گرد چہار دیواری پوری بن گئی، اب اگر کوئی اس چہار دیواری کو توڑتا ہے اور اس میں اپنے مکان کو جوڑتا چاہتا ہے تو کیا اس بات کی اس کو اجازت دی جائے گی، کسی کامکان ہو، کسی کا احاطہ ہو، اس احاطہ کو دوسرا آدمی آکر توڑے اور

اس میں گھسنے کی کوشش کرے تو کون اس بات کی اجازت دے گا، اسلام کا احاطہ پورا بن چکا ہے، چہار دیواری بنی ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ چہار دیواری بنا کر گئے ہیں، اب اس چہار دیواری کی حفاظت کرنا بعد کے لوگوں کا فریضہ ہے، یہ ہم سب کا فریضہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اپنے امتیوں پر یہ ذمہ داری سونپ کر گئے ہیں کہ اسلام کی یہ جو چہار دیواری بنی ہے اس کو قائم رکھنا ہے، اس چہار دیواری کے اندر کوئی غلط آدمی نہیں گھس سکتا اور کوئی اس چہار دیواری کو توڑ نہیں سکتا اور اس میں اپنے مکان کو جوڑ نہیں سکتا، یہ ذمہ داری ہم لوگوں کی ہے، سارے علمہ کی ہے، سارے امتیوں کی ہے کہ اس بات پر نگاہ رکھیں کہ اسلام کی اس چہار دیواری میں اس احاطہ کے اندر کوئی غلط آدمی داخل نہیں ہو سکتا، کوئی ایسا آدمی داخل نہیں ہو سکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ آپ کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، آپ کے قیامت تک نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا، آپ کی لائی ہوئی شریعت کو آخری شریعت نہ سمجھتا ہو اور اس شریعت کو ناقابل تبدیل نہ سمجھتا ہو، جب تک یہ بات نہیں ہوگی ہم اسلام کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداواہی و اہی انہوں نے یہ ذمہ داری اپنے امتیوں پر ڈالی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ طے فرمایا کہ وہ جب اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو ان کے امتی دین کی حفاظت کریں گے، جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور مکمل کیا ہے، دین کے مکمل ہوجانے کے بعد اب

اس میں کسی اضافہ یا کمی یا تغیر کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ لیکن اس کی حفاظت کون کرے گا، اس کی دیکھ بھال کون کرے گا، اس امت کے سارے افراد کریں گے اور علمہ کریں گے اور بزرگ کریں گے اور جس میں ایمان ہے وہ کرے گا، یہ ذمہ داری ہے، اس لئے ہم سب کو بہت باخبر رہنا چاہئے اور نظر رکھنا چاہئے کہ اسلام کی اس چہار دیواری میں کوئی نقب تو نہیں لگا رہا ہے، کوئی غلط آدمی تو داخل نہیں ہو رہا ہے، کوئی اسلام دشمن آدمی تو داخل نہیں ہو رہا ہے، کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تو داخل نہیں ہو رہا ہے، کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو چیلنج کرنے والا تو داخل نہیں ہو رہا ہے، اور اگر کوئی داخل ہو رہا ہے تو اس کو ڈھیل کر نکالنا ہے اور دیکھنے کہ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جہاں کا کوئی دستور ہوتا ہے، کوئی قانون ہوتا ہے، کسی ملک کا بھی دستور ہو، اس پورے دستور کو ماننے سے اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ باغی کہلاتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں بغاوت کی سزا کیا ہے، قتل ہے، آپ کہیں دیکھ لیجئے کوئی دستور کے خلاف بغاوت کر کے دیکھے، حکومت کیا معاملہ کرے گی، دستور کے خلاف بغاوت کو کوئی برداشت نہیں کرتا، اسلام کے دستور کے خلاف کوئی بغاوت کرے تو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے، اس لئے ختم نبوت کی چہار دیواری کو توڑ کر کوئی دوست نما دشمن کیسے داخل ہو سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس دین کے آخری نبی ہیں اور اس دین کے مکمل ہونے کا اعلان کرنے والے ہیں ان کے اس اعلان کی حرمت کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

تو بھائیو! یہ کوششیں جو تحفظ ختم نبوت کی کی جا رہی ہیں یہ ہم سب کا فریضہ ہے، اس میں جتنی بھی ہم شرکت کر سکتے ہوں اور جو بھی تعاون کر سکتے ہوں اور جو حصہ لے سکتے ہوں ہم وہ حصہ لیں، اس لئے کہ اسی سے ہم اس بات کو ثابت کریں گے کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور ان سے تعلق ہے اور ہم ان کے وفادار ہیں، جب تک مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار نہیں ہے اور ان کا تابع دار نہیں ہے اور ان کے لئے ہوئے دین کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہے اس وقت تک تو اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، ہمارا ایمان تو اسی وقت مکمل ہو گا کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پوری طرح تابع دار ہوں اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی حفاظت کرنے والے ہوں اور اس پر خود بھی قائم رہنے والے ہوں اور دوسروں کو قائم رکھنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور اس پر حملہ کرنے والے اور اس کو بگاڑنے کی کوشش کرنے والے اور اس کو نقصان پہنچانے والوں سے ہم مقابلہ کریں، ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہے اور اس دین کی حرمت کو بچانا ہے اور اس دین کی حرمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اور آپ کی ختم نبوت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اگر حضور کی ختم نبوت کو چیلنج کیا گیا یا ختم نبوت کے ساتھ کوئی کھلوڑا کیا گیا تو یہ دین محفوظ نہیں رہے گا، یہ دین بدل جائیگا اور پھر اس سلسلہ میں ہم سب مسلمانوں کا مواخذہ ہو گا، ہم سب اس بات کے ذمہ داری ہیں اور ہم سب پر یہ ذمہ داری آتی ہے کہ اس دین کی حفاظت کریں اور اس

دین کی حفاظت اس کی شریعت کی حفاظت کے ساتھ ہوگی اور ختم نبوت کی حفاظت کے ساتھ ہوگی۔ اور اس دین کو اس طرح قائم رہنے کے ساتھ ہوگی جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے، یہ ذمہ داری ہم سب کی ہے جو بھی اس کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بڑا درجہ ہو گا اور وہ قیامت میں سرخرو ہو گا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہو کر آئے گا اور اگر ہم کو تابی کریں گے تو ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے، آپ سوچئے تو کہ ہم جس پر فدا ہیں، جن پر ہم جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور اپنی عزت اور اپنے خاندان کی عزت قربان کر سکتے ہیں اور قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے سامنے ہم کس منہ سے جائیں گے کہ ان کی ختم نبوت کے ساتھ کھلوڑا ہو رہی ہو اور ہم بیٹھے عیش کر رہے ہوں اور ہم تفریح کر رہے ہوں اور ہم پر کوئی اثر نہ پڑے، اس پر آدمی کی نیند حرام ہو جانی چاہئے، آدمی اپنے آرام کو چھوڑ دے اور اس میں لگ جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے ہم کھلوڑا کرنے نہیں دیں گے، آپ کی حرمت کی ہم پوری حفاظت کریں گے، ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ ہم کریں گے، لیکن ہم کسی حالت میں اس مکمل اسلام کو ٹوٹنے نہیں دیں گے، ہم ختم نبوت کی حرمت کو نقصان پہنچانے نہیں دیں گے۔

اس جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں کہ ختم نبوت کی حفاظت ہو اور اس دین کی حفاظت ہو۔ ختم نبوت کی حفاظت جیسا میں نے عرض کیا اس دین کی حفاظت ہے، اسلام کی حفاظت ہے۔ اگر ختم نبوت مشکوک ہو جاتی ہے تو یہ سارا دین مشکوک ہو جاتا ہے اور اس کی ساری شریعت مشکوک ہو جاتی ہے، اس لئے ہم سب کو اس بات کا عہد کرنا چاہئے کہ یہ جو ختم نبوت کے خلاف سازش ہوئی ہے یا اس کو نقصان پہنچانے کی جو کوشش ہو رہی ہے اس کو شش کو کامیاب ہونے نہیں دیں گے، اس کے لئے ہم پورا مقابلہ کریں گے اور اس کے لئے وہ سارے ذرائع اختیار کریں گے کہ جن ذرائع سے ہم اس کوشش کو ناکام کریں اور جیسا کہ ہمارے مولانا عبدالعلیم صاحب نے فرمایا کہ خاموشی کے ساتھ یہاں کام ہو رہا تھا اور یہاں وہ اثر پھیلایا جا رہا تھا اور بہت سے لوگوں کو بہکایا جا چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا اور انہوں نے دوسرے لوگوں کے تعاون سے محنت کی، اور الحمد للہ اس کا بڑا فائدہ ہوا اور امید ہے کہ اس کانفرنس سے بھی انشاء اللہ بڑا فائدہ ہو گا، لیکن یہاں سے آپ یہ عہد کر کے جائیں کہ آپ اس دین کی حفاظت اور ختم نبوت کی حفاظت جو درحقیقت دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ آپ نظر رکھیں گے کہ اس میں کوئی شخص غلط طریقہ سے دخل نہ دے اور نقصان نہ پہنچائے، اگر ہم اس بات کا عہد کریں گے اور اس پر عمل کریں گے تو ہم وہ فرض انجام دیں گے جو ہم پر عائد ہوتا ہے اور اگر ہم نے اس سلسلہ میں کوئی خدمت انجام دی تو ہم قیامت میں اپنے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہو کر آئیں گے اور ہمیں شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے خلاف جو نقتے اٹھ رہے ہیں ان کو سمجھنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العالمین)

بقیہ: کتاب ہدایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گریبان چھارتلے اٹھکالوں پر طمانچہ مارتا ہے اور جاہلیت کی طرح چیتنا اور جلاتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں حضرت جعفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی محبت تھی ان کی شہادت کی خبر آئی تو ان کی عورتوں نے نوکرنا شروع کر دیا آپ نے منع کر لیا بھیجا، وہ باز نہ آئیں، دو با روکا پھر نہائیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک بھر دو۔ جب کسی مسلمان کے گھر میں کوئی موت ہو جائے تو مناسب ہے کہ عزیز دوست یا محلہ کے لوگ اس کے یہاں کھانا بھیجیں حضرت جعفر کی شہادت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کھانا بھیجا اور فرمایا تھا کہ ان کے گھر کے لوگوں کو آج کھانا پکانے کا موقع نہ ملے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین صدیقہ بنت صدیق
طلیبہ زہرہ طیبہ حبیبہ حبیب اللہ حضرت
عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکر
صدیق کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام
ام روان زینب ہے جس کا سلسلہ
نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا
ہے۔ ان کا نکاح شوال ۱۰ نبوت
میں مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی
شوال ۱۱ ہجری میں مدینہ میں ہوئی
ازواج النبی میں یہی وہ خاتون ہیں
جن کی اسلامی خون سے ولادت
اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی
امہات المومنین میں وہ طیبہ یہی ہیں
جن کا پہلا نکاح نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہوا حدیث میں ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عائشہ سے فرمایا میں تین شب تجھے
خراب میں اس طرح دیکھتا رہا کہ ایک
فرشتہ تیرے سفید کے پار پستے میں
ماہنامہ رضوان کھنڈ

بھی ان کی قوت ایمانیہ اور پاکی فطرت
کی عجیب شان نظر آتی ہے جب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس
بارہ میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ
صدیقہ نے اپنے میکے والوں سے
مخاطب ہونے فرمایا:
اگر میں اب کہوں گی کہ میں
پاک ہوں تو میری بات باور نہ ہوگی
اگر میں کسی بات پر اقرار کروں تو
حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس سے
بالکل پاک ہوں تو وہ باور کر لی
جائے گی۔ پس اندر میں حالت میں اپنے
لیے صرف حضرت یعقوب علیہ السلام
کے مثال پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا
کہ (آزمائش میں) صبر کرنا ہی خوب
ہوتا ہے اس بارہ میں خدا ہی مددگار
اور کارساز ہے۔ (صحیح بخاری)
صدیقہ کہتی ہیں کہ مجھے اپنی پاکی
اور صفائی کی وجہ سے وثوق تھا کہ
میری بابت خواب میں حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جائے گا مگر
اس کا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کہ میرے
حق میں وحی الہی کا نزول ہوگا۔ لیکن
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی
اسی جگہ تشریف رکھتے تھے کہ قرآن
پاک اترے اللہ پاک نے حضرت
عائشہ صدیقہ کی نصرت فرمائی۔

بے قصوری ظاہر کی۔ ان کو طیبہ ٹھہرایا اور
خبر دی کہ مغفرت اور رزق کریم ان ہی
کے لیے ہے نیز یہ بھی بتایا کہ اس
بہتان سے ان کی شان میں ذرا بھی
فرق نہ آیا بلکہ رتبہ بڑھ گیا۔ ان کی پاکی
اور طہارت کی آواز سے زمین و آسمان
گوں گئے۔ وہ وحی اتری جس کی
قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں
میں تلاوت کی جائے گی۔
"الطیبات للطیبین والطیبون
للطیبات" (ترجمہ: پاک عورتیں
پاک مردوں کے لیے اور پاک مرد
پاک عورتوں کے لیے)۔
جب کوئی ایمان والا شخص
پڑھے گا تو اسے حضرت عائشہ
صدیقہ کی پاکی و طہارت کا اندازہ
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکی
و طہارت سے کرنا ہوگا۔
اللہ اکبر! یہ نتیجہ اس توامع
دانگساری کا ہے جو حضرت عائشہ
صدیقہ میں تھا کہ اپنے آپ کو ناچیز
بجھا باوجود بے قصوری و فطرتی کے
اور باوجود افسردہ اذوں کو جھوٹا جانے
کے آپ نے اپنا یہ درجہ نہ سمجھا
کہ ان کے لیے قرآن اترے۔ ہر چند
ان کو علم تھا کہ ان کے رنج و اندوہ
سے اللہ کے والہانہ کوئی مدد نہ پہنچا

ہے اور جمیع اہل ایمان کے دل بھی
ورد مند ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک
کو بھی ایذا پہنچی ہے پھر سبھی وہ
تواضع و انکساری یہی سمجھتی ہیں
کہ ان کی پاکی عالم رویا میں ظاہر
فرمائی جائے گی لیکن رب العالمین
ان ہی کے رتبے بلند فرماتا ہے
جو اس کی بارگاہ میں تواضع و انکساری
اختیار کرتے ہیں۔
حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل
میں بہت سی احادیث صحیحہ ہیں۔ صحیح
بخاری میں ابو موسیٰ اشعری نے
روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا:
"مردوں میں تو بہت لوگ تکمیل
کے درجے کو پہنچے مگر عورتوں کے
اندر صرف مریم و فاطمہ اور آسیہ
زن فراعون ہی تکمیل کو پہنچیں اور
عائشہ کو سب عورتوں پر ایسی ہی
فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں
پر۔"
اسد بن مالک سے بھی صحیح بخاری
میں یہ روایت موجود ہے۔
اس فضیلت کی وجہ حضرت صدیقہ
کے وہ کمالات روحانیہ ہیں جن کی وجہ

سے ان کا منصب بلند تھا اور جن کے
وجود سے ان کو انوار نبوت سے بدرجہ
اتم منصور ہونے کی قابلیت حاصل
ہو گئی تھی اس کا ذکر صحیح بخاری کی
اس حدیث میں ہے جسے ام المومنین
ام سلمہ نے روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس
کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت
بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر
ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہیں
ہوا۔"
یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت فاطمہ زہرا کو محبت عائشہ
کا حکم دیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ
سے فرمایا:
"پیاری بیٹی! جس سے میں محبت
کرنا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں
رکھتی حضرت فاطمہ نے عرض کیا
بالکل یہی درست ہے تب فرمایا
کہ تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔
حضرت عائشہ کے کمالات
عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے
کہ جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے۔
کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عائشہ سے فرمایا یہ

جبرائیل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں
حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا
کہ ان پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو۔
حضرت عائشہ صدیقہ کے
امت پر احسانات میں سے ایک احسان
یہ بھی ہے کہ آیت تیمم کے نزول کا
سبب ظاہری بھی وہی ہیں۔ صحیح
بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ
کے پاس ایک بار حضرت اسما
(اپنی بہن) کا ماتھا ہوا تھا جو راستہ
میں کہیں گر پڑا حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو اس
کی تلاش کے لیے بھیجا انھیں راستہ
میں نماز کا وقت ہو گیا اور انھوں نے
اپانی نہ ہونے کی وجہ سے بلا و منور
کے نماز پڑھی اور جب حاضر ہوئے
تو انھوں نے بے وضو نماز پڑھنے
کا ذکر بھی رنج کے ساتھ کیا۔ اسی
وقت آیت تیمم کا نزول ہوا۔ اسید
بن حفص نے حضرت عائشہ کو مخاطب
کے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین
جزا عطا فرمائے۔
جب کرنا آپ کا کام اٹھا تو
خدا نے خود اس میں کشور کا فرمائی
اور مسلمانوں کے لیے بھی اس میں
برکت ہوئی حضرت صدیقہ کی نسبت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تین

واقعات درج کرتا ہوں
صحیح مسلم میں ہے کہ ایک سفر
میں حضرت عائشہ اور حضرت
حفصہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر
تھیں۔ اس روز حضرت حفصہ نے
اپنی سواری کا ادنیٰ حضرت عائشہ
کے اونٹ سے تبدیل کر لیا۔ راستے
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
عائشہ کے اونٹ کی طرف گئے
جس پر حضرت حفصہ سوار تھیں اور
انہی کے پاس چل پڑے۔
حضرت عائشہ صدیقہ سے
روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی نعل کو پیوند لگا رہے
تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں
نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے
اور اس پسینہ کے اندر ایک نور
ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے
یہ اس نظر سے تھا کہ میں سر اٹھا
حیرت بن گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا
کہ عائشہ تو میرا نکاح کیوں ہو رہی
ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی
پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر

چمکتا دیکتا نور ہے اس نظر سے
مجھے سر پا چشم کر دیا ہے۔
بخدا اگر ابو کبیر بڑی ایام جاہلیت
کا مشہور شاعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ
اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے
شعر کیا ہیں میں نے یہ شعر پڑھ کر
سناد دیے۔
دمبری من کل غیر حیضۃ
وفساد مرصعۃ و داء معضل
واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ
برقت کبوت العارضی المتھلل
ترجمہ: "وہ ولادت اور رضاعت
کی آلودگیوں سے مبرا ہیں۔ ان کے
درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہو گا
کہ نورانی اور روشن برق جلوہ سے رہی
ہے۔"
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر حضرت
عائشہ صدیقہ کی پیشانی مبارک
کو چوما اور زبان مبارک سے فرمایا
جو سرد ہے مجھے تیرے کلام سے حاصل
ہوا اس قدر سرد ہے مجھے میرے نظارہ
کے نہ ہوا ہو گا۔
حضرت عائشہ صدیقہ کی محبت

صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال وہ
ہے جو قرآن مجید کی آیت تخیر کے نزول
پر ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔
"نہی صلی اللہ علیہ وسلم! بیویوں
سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی
اور زینت چاہتی ہو تو آؤ تمہیں
رضعتانہ دے دلا کر اپنے سے خوبی کے
ساتھ علاحدہ کر دوں لیکن اگر تم اللہ
تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آخرت کی خواہاں ہو تب تم میں
سے جو نیکی کرنے والیاں ہیں ان کے
لیے خدا تعالیٰ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"
(احزاب)
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے سب سے پہلے حضرت صدیقہ ہی
کو یہ آیت سنائی اور تلاوت سے
پیشتر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بات کا
تم سے ذرا کرتا ہوں تم جواب دینے
میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین
سے مشورہ کر لینا۔ حضرت صدیقہ نے
آیت سننے ہی جھٹ سے کہا کیا میں
اس معاملہ میں بھی والدین سے مشورہ
کر دوں گی؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت ہی کو
اختیار کرتی ہوں۔ (صحیح بخاری)
اس جواب میں انھوں نے اپنی
محبت باخدا اور محبت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا ثبوت بھی دیا۔ نیز دیگر
ازواج کے لیے ایک سنت بھی قائم
فرمائی جس کا اتباع سب ازواج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا شرف ہے۔
حضرت عروہ بن زبیر جو فقہانک
سبعہ کے اندر ایک درخشاں کوکب
تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایک
کو بھی معافی قرآن اور احکام مکالم
و حرام اور اشعار عرب اور علم الانساب
میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر
نہیں پایا۔
ام المؤمنین حضرت عائشہ کی
خصوصیت تھی کہ جب کوئی نہایت
مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ میں
اٹھتا تھا تو وہ حضرت صدیقہ کی
جانب رجوع کرتے تھے اور ان کے
پاس اس کے متعلق ضرور علم پایا جاتا
تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
جس طرح اپنے فرزند ان شریعت کی
شیر علم سے پرورش فرمایا کرتی تھیں
اسی طرح اپنی خود سخاوت سے فقرا
و مساکین کی تربیت بھی فرماتی تھیں
عروہ بن زبیر کہتے ہیں میں نے حضرت
عائشہ صدیقہ کو دیکھا انھوں نے
ایک روز میں ستر ہزار درہم راہ خدا
میں صرف کیے۔ خود ان کے جسم پر

پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز
عبداللہ بن زبیر نے ان کی خدمت میں
ایک لاکھ درہم بھیجے انھوں نے سب
کے سب اسی روز راہ خدا میں صدقہ
کر دیے۔ اس روز حضرت عائشہ
صدقہ کا روزہ بھی تھا شام کو لوٹتی
نے سوکھی روٹی سامنے رکھ دی اور یہ بھی
کہا کہ سالن کے لیے کچھ بچا لیا جاتا تو
میں سالن بھی تیار کر لیتی صدیقہ نے
فرمایا مجھے تو خیال نہ آیا تجھے یاد دلا
دینا تھا۔
علیہ صدیقہ کا اثر ترقی اسلام کے
ایام پر ہے جو فقہ انھوں نے دین
میں حاصل کیا اور جو تبلیغ انھوں نے
امت کو فرمائی اور علم نبوت کی اشاعت
میں جو مساعی انھوں نے کیں اور جو علمی
نوادہ انھوں نے فرزند ان امت کو
پہنچا وہ اس قدر ہے جو کسی
دوسری بیوی کو حاصل نہیں۔
کتب احادیث میں روایات حضرت
عائشہ صدیقہ کی تعداد دو ہزار دو سو
دس ہے۔
صحیحین میں تنفق علیہ ۱۶۳ حدیثیں
صحیح بخاری میں ۵۴
صرف صحیح مسلم میں ۶۶
دیگر کتب معتبرہ میں ۲۹۱۶
قتادی شریعہ میں علی مشکلات علیہ

اور بیان روایات عربیہ اور متعدد واقعات
تاریخہ کاشکاران کے علاوہ ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

انس بن مالک فرماتے ہیں:

”کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ
کو دیکھا کہ دونوں برساتی اٹھائے ہوئے
زمینوں اور زمین کے منہ میں پانی ڈالتی
تھیں پانی ختم ہو جاتا تو پھر شکر میں بھراتی
تھیں اور زمینوں کے منہ میں پانی پکاتی
جاتی تھیں“ (صحیح بخاری)

جنگ بدر میں رایت نبوی کا پرچم
(دو بٹہ) عائشہ صدیقہؓ تھائی جس
نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمت
اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی
اولین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان
عائشہ صدیقہؓ کی اور رضی کا بنا یا گیا تھا۔ یہ
امر صدیقہؓ کی بڑی فضیلت کا ظاہر کرتا ہے۔
حضرت حسان بن ثابتؓ ام المومنین حضرت سودةؓ کی تعریف
القدس فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے انصاف
اور صداقت کے لعاف اس وقت زیادہ
نمایاں نظر آتے ہیں جب وہ اپنی کسی
سوت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا
کرتی ہیں ام المومنین حضرت زینب بنت
جہشؓ کی تعریف میں کہتی ہیں:

ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی اذنان سے فرمایا تم میں سے
وہ عورت مجھے جلد آکر ملے گی جو زیادہ
سخنی ہوگی۔ یہ سن کر سب ازواج
بڑھ چڑھ کر کام کرنے لگیں لیکن ہم میں
سب سے زیادہ سخنی زینبؓ ثابت
ہوئیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کی
مخت سے کماتیں اور پھر اس کو
راہ خدا میں صدقہ دیا کرتی تھیں۔

”میں نے کوئی عورت زینبؓ سے
دین میں بہتر نہیں دیکھی۔ وہ اللہ کا
زیادہ تقویٰ رکھنے والی بہت زیادہ
پس بولنے والی اقارب سے بہت
بڑھ کر سلوک کرنے والی اور بہت
زیادہ دینے والی تھیں۔“
ام المومنین حضرت صفیہؓ کی تعریف
میں فرماتی ہیں۔

”میں نے صفیہؓ جیسی کوئی عورت
عمدہ کھانا بنانے والی نہیں دیکھی۔“
ام المومنین حضرت سودةؓ کی تعریف
میں فرماتی ہیں:

”سودةؓ میں ذرا تیزی تو تھی ورنہ
اور کوئی بھی ایسا نہیں جس کے درجہ
میں ہونا مجھے سب سے زیادہ پیار ہو۔“
بشیر بن عقرؓ سے روایت ہے
کہ احد کے دن میرے والد شہید

ہو گئے تھے میں وہاں بیٹھا رو رہا تھا
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”کیا تو اس سے خوش نہیں کہ
عائشہؓ تیری ماں ہو اور میں تیرا
باپ ہوں۔“ (استیواب)

اس حدیث میں بمقابلہ دیگر ازواج
کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عائشہؓ کی تخصیص اہمیت
فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ جن کی خصوصیات
کا ذکر بطور فخر فرمایا کرتی تھیں ان میں سے
ایک یہ فقرہ بھی ہے:
”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
میرے گھر میں میری نوبت میں وفات
پائی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ نے میرے
لغاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ملا دیا وہ اس طرح کہ (میرے بھائی)
حضرت عبدالرحمنؓ سواک لے کر آئے
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت
زیادہ ضعف تھا یہ دیکھ کر کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سواک کرا دی۔“

اقوال صدیقہؓ

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے
درجنت کو کھٹکھاؤ کھولا جائے گا۔
لوگوں نے کہا کیونکہ کھٹکھاؤ میں فرمایا

بھوک اور پیاس کی برداشت سے جنت
کے دروازے کو کھٹکھا سکتے ہیں۔
ایک بار ایک شخص نے سوال کیا میں
اپنے آپ کو نیک کب سمجھوں؟ فرمایا
جب تو اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔
انتقال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ ۹ سال
کی مصابحت قدسیہ میں جو علوم عالیہ
سیکھے تھے قریناً نصف صدی تک
فرزندان روحانی کو ان کی تعلیم تھی رہیں۔

اقارب

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ
ام رومان کنانیہ ہیں جن کا انتقال
رمضان ۶ ہجرت میں ہوا تھا۔ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں خود
اترے تھے اور یہ فرمایا تھا:

”الہی تجھے پوشیدہ نہیں کام رومان
نے تیرے لیے تیرے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے کیا کچھ برداشت کیا ہے۔“
نیز فرمایا: ”اگر کوئی شخص جو رومان
جنت میں سے کسی عورت کا دیکھنا پسند
کرتا ہو تو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔“

عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ان کے حقیقی
بھائی ہیں۔ بہادران عرب میں سے تھے
جنگ یمین میں فتح گویا ان ہی کی شجاعت
سے ہوئی۔

حضرت عبدالرحمن کا بیٹا بھی صحابی ہے

اس طرح ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں
چار نسلیں صحابی ہیں اور یہ وہ شرف ہے
جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔
حضرت عائشہؓ نے ان کی وفات
پر یہ دو شعر بطور تمثیل پڑھے تھے۔

کنا کند ما لی جادیمہ حقبہ
من الدهر حتی قبل لن یتصدعا
فلما تفرقتا کانی و مالکا
لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا
۱۔ طفیل بن سنجہ ان کا خیالی بھائی ہے۔
۲۔ عبدالقدوسہ فضالیشی حضرت
عائشہؓ کا پدر رضا علی تھا۔ ابا عائشہؓ
کنیت کرتا تھا تا ماضی بصرہ ہو گیا تھا۔
عبدالقدوسہ فضالہ دونوں صحابی تھے۔

ان کی علاقائی بہن اسما بنت ابوبکر
ذات الظالمین ہیں۔ ان کا اسلام، ا
شخصوں کے بعد تھا۔ قریناً سو سال کی
عمر میں جمادی الاول ۲ ہجری وفات
پائی۔ زبیر بن العوامؓ کی بیوی اور عبداللہ
بن زبیرؓ کی والدہ تھیں۔

ان کے علاقائی بھائی عبداللہ بن ابوبکرؓ
ہیں جو غزوہ حنین میں زخمی ہو کر اور کچھ
عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوئے تھے۔ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمان
عیسایان نجران کو ان کے حقوق کے
متعلق دیا تھا اس کے کاتب ہی عبداللہ
بن ابوبکرؓ تھے۔ ان کی ایک بہن اور

ہیں جو اسما بنت عیسٰی کے بطن سے
تھیں۔ یہ ذنات صدیقہؓ سے چند
ماہ بعد پیدا ہوئی تھیں۔

انہی کے علاقائی بھائی محمد بن ابوبکرؓ
ہیں جو ربیب علی المرتضیٰؓ ہیں۔ حضرت
علیؓ نے اپنی خلافت میں ان کو حاکم
مصر بنایا تھا۔

حضرت صدیقہؓ کی ایک لونڈی
بریرہ تھیں۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ
سلطنت ملنے سے پیشتر وہ مدینہ میں
بریرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور
بریرہؓ مجھے کہا کرتی تھی کہ عبدالملک
تجھ میں کچھ خصلتیں اچھی ہیں اور میں
سمجھتی ہوں کہ تو سلطنت کے شایان
ہے۔ پس اگر تو صاحب سلطنت ہو گیا
تو خون ریزی سے بچنا کیونکہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہے:

”کوئی شخص جنت کے قریب پہنچ
جائے گا حتیٰ کہ اسے دیکھنے لگے پھر
اسے داخل ہونے سے روک دیا
جائے گا کیونکہ اس نے مسلمانوں کا
بہت سا خون بے وجہ کیا ہوگا۔“

ہم دونوں نعمان کے مصاحبوں
کی طرح ایسے کھڑے رہتے کہ لوگ
سمجھنے لگے کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ لیکن
(باقی صفحہ ۵۵ پر)

سچائی کی ضرورت

اور اہمیت

دین اسلام میں صدق یعنی سچائی کی بہت بڑی اہمیت ہے سورہ زمر میں ارشاد ہے:

”اور جو شخص سچ لے کر آیا اور سچ کی تصدیق کی یہ لوگ متقی ہیں“ اس آیت میں سچائی اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں صفت تقویٰ سے متصف بتایا ہے۔ سورہ حجرات میں فرمایا ہے: ”بلاشبہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔“

اس میں یہ بتا دیا کہ ایمان میں سچائی ہونا لازم ہے۔ اگر دین

سچائی ہر ایک ہی صورت میں صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو۔ بندوں کو معتقد بنانا اللہ سے تعریف کر دانا اعمال صالحہ کے ذریعے دنیا طلب کرنا اور مال حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ جیسی عبادت مخلوق کے سامنے کرے (جو خالص اللہ کے لیے ہو) ایسی ہی عبادت تنہائی میں کرے۔ ایسا نہ کرے کہ لوگوں کے سامنے لمبی اور اچھی نماز پڑھے اور تنہائی میں نماز پڑھے تو جلدی جلدی نماز دے۔ نہ رکوع سجدہ ٹھیک ہو، نہ تلاوت صحیح ہو، نہ خشوع و خضوع ہو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب بندہ ظاہر میں نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے اور پھر علامہ تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تب بھی اچھے طرح نماز پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہذا عبدی حقا کہ سچ سچ یہ میرا بندہ ہے۔ (رواہ ابن ماجہ کافی مشکوٰۃ نمبر ۵۵۵)

حضرت شیخ سعدی نے گلستان میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک صاحب

جو بزرگ سمجھے جاتے تھے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ بادشاہ کے ہاں جہان ہوئے وہاں انہوں نے نماز لمبی پڑھی اور کھانا کم کھایا جب واپس گھر آئے تو اہل خانہ سے کھانا طلب کیا لڑکے نے کہا کہ اباجانا نماز بھی دو بارہ پڑھیے کیونکہ جیسے وہاں کھانا کم کھانا اللہ تعالیٰ کے لیے نہ تھا ویسے ہی لمبی نماز بھی اللہ کے لیے نہ تھی۔

جب بندہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور ایاک نعبد و ایاک نستعین کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اسے ظاہر اور باطن سے اللہ ہی کا بندہ بننا لازم ہے زبان سے اللہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ اور عملی طور پر دنیا کا بندہ، خواہشوں کا بندہ، دینار اور درہم کا بندہ، یہ شان عبدیت کو زریب نہیں دیتا۔ دعوائے بندگی میں سچا ہونا لازم ہے جب دعا کرے تو دعائیں بھی سچائی ہونی چاہیے یعنی جب یوں کہے لے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں تو پوری طرح متوجہ ہو کر

حقیقی سائل بن کر سوال کرے۔ زبان سے دعا کے الفاظ جاری ہیں لیکن دل غافل ہے اور یہ بھی پتا نہیں کہ کیا مانگ رہا ہوں۔ یہ سچ اور سچائی کے خلاف ہے۔ جب اللہ سے مغفرت کی دعا مانگتے تو سچے دل سے حضور قلب کے ساتھ مغفرت طلب کرے۔ ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو یوں کہہ رہا ہو کہ میں مغفرت چاہتا ہوں لیکن دل اور کہیں لگا ہوا ہو۔ یہ صدق اور سچائی کے خلاف ہے اس لیے حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ استغفار ذی محتاج الی استغفار کثیر کہ ہمارا استغفار کرنا بھی صحیح استغفار نہیں ہے اس کے لیے بھی استغفار کی ضرورت ہے۔

اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے اور سچی قسم کھائے۔ آئندہ کسی عمل کے کرنے پر قسم کھائے تو قسم کو پورا کرے (بشرطیکہ گناہ کرنے کی قسم نہ کھالی ہو) اسی طرح سے اگر کوئی نذر مانے تو وہ بھی پورا کرے (شرط اس میں بھی وہی ہے کہ گناہ کی نذر نہ ہو)

جب کسی نیک کام کرنے کا ارادہ اور وعدہ کرے تو سچا کر دکھائے۔ حضرت انسؓ کے چچا انس بن نضر غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہ گئے تھے اس کا بہت رنج ہوا کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار شریک سے جنگ کی اور میں اس میں شریک نہ ہوا۔ اگر اللہ نے مجھے شریک سے قتال کرنے کا موقع دیا تو میں جان جو کھوں میں ڈال کر دکھا دوں گا۔ آئندہ سال جب غزوہ احد پیش آیا اور اس میں مسلمان شکست کھا گئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ! میں شریک کے عمل سے برأت ظاہر کرتا ہوں اور یہ جو مسلمانوں نے شکست کھائی ان کی طرف سے عذرت پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے احد سے درے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے یہ کہا اور شریک سے بچر گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم میں تلواروں اور نیزوں کے مدے کچھ اوپر

زخم تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ ان لا یمنین میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھا یا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نصر اور ان کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی (ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور ص ۱۹۱ ج ۵۔ وعزاه الی الترمذی ولسانی والبیہقی فی الدلائل ذرواہ لبغاری مختصراً ص ۵۰ ج ۲)

حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عروہ احد سے فارغ ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر پر آپ کا گزرا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقتول پڑا ہوا دیکھا اور آیت رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ تلاوت فرمائی (در منثور ص ۱۹۱ ج ۱ عن الخاتم لیبیتی فی الدلائل)

سچ اور جھوٹ اقوال میں منحصر نہیں اعمال و احوال اور لباس اور دعاوی اور عزائم ان سب میں سچ اور جھوٹ کی شان پیدا ہو جاتی ہے ہر مومن بندہ اپنی نگرانی کرے اور

سچ ہی کو اختیار کرے اور ہر طرح کے جھوٹ سے بچے۔ جو شخص عالم نہ ہو طرز گفتگو سے ظاہر نہ کرے کہ میں عالم ہوں۔ اگر کوئی شخص عالم بھی ہو اور مسئلہ معلوم نہ ہو تو شکل سے مسئلہ نہ بتائے کیونکہ اس میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں جانتا ہوں اور یہ دعویٰ جھوٹا ہے پھر شکل سے بتانے میں غلطی ہو جاتی ہے اس میں اپنا بھی نقصان ہے اور سوال کرنے والے کو بھی دھوکا دینا ہے اور گمراہ کرنا ہے۔ اگر کسی کے پاس مال یا علم و عمل کا کمال نہ ہو تو اپنی حقیقی حالت کے خلاف ظاہر نہ کرے کیونکہ یہ صدق و سچائی کے خلاف ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک سوکن ہے اگر میں جھوٹ موٹ (اسے بلانے کے لیے) یوں کہ دوں کہ شوہر نے مجھے یہ یہ کچھ دیا ہے اور حقیقت میں نہ دیا ہو تو کیا اس میں کچھ گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔

حالانکہ وہ اسے نہیں دی گئی اس کی ایسی مثال ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لینے یعنی سر سے پاؤں تک وہ جھوٹا ہی جھوٹا ہو گیا۔ اس حدیث کا مفہوم بہت عام ہے ہر قسم کے جھوٹے دعویداروں کو شامل ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی جانوں کی طرف سے بچو چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (۱) جب بولو تو سچ بولو (۲) وعدوں کو پورا کرو (۳) جو امانتیں تمہارے پاس رکھی جائیں انہیں ادا کرو (۴) اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی نظر کو نیچا کر دو (۶) اپنے ہاتھوں کو ظلم اور زیادتی سے بچا رکھو (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۵)

عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے کہا آئیں تجھے دے رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے کیا چیز دینے کا

ارادہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اسے کچھ بھی نہ دیتی تیرے اعمال نامے میں ایک جھوٹ لکھ جاتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچ کو لازم پکرو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان برابر سچ اختیار کرتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرنے کی فکر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اور جھوٹ ہی کے لیے فکر مند رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرے اندر چار خصالتیں ہوں تو ساری دنیا بھی تجھ سے جاتی رہے تو کوئی ڈر نہیں (۱) امانت کی حفاظت

(۲) بات کی سچائی (۳) اخلاق کی خوبی (۴) لقمہ کی پاکیزگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۵)

صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی بھی ضرورت ہے۔ اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی فکر کیجئے ان کے ساتھ رہیئے اور ان کی کتابیں پڑھیے کتاب بھی بہترین ساتھی ہے مگر کتاب معتبر ہو۔ اچھائی سکھاتی ہو اور متبر علما کی لکھی ہو سورہ تو بہ میں فرمایا: یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین (۱) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرات مفسرین کرام نے اس کا ایک معنی تو یہ لکھا ہے کہ کس کو مثلاً ہم فی الصدق کہ جو سچے لوگ ہیں ان ہی کی طرح ہو جاؤ یعنی ایمان اور اعمال راقوال میں صدق کو اختیار کرو اور صادقین کی راہ پر چلو اور دوسرا معنی یہ ہے جو ظاہری الفاظ سے متبادر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

جو اچھوں کی صحبت اٹھائے گا اس میں خوبی پیدا ہوگی اور جو بڑوں

کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی چلی جائیں گی اور اس کا نفس انہی برائیوں سے مانوس ہو جائے گا اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تصاحب الاموننا ولا یاکل طعام الا تقی۔ صرف مومن کی صحبت اختیار کرو اور تیسرا کھانا (یعنی طعام ضیافت) تقی کے سوا کوئی نہ کھائے۔ (رواہ الترمذی)

کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی چلی جائیں گی اور اس کا نفس انہی برائیوں سے مانوس ہو جائے گا اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تصاحب الاموننا ولا یاکل طعام الا تقی۔ صرف مومن کی صحبت اختیار کرو اور تیسرا کھانا (یعنی طعام ضیافت) تقی کے سوا کوئی نہ کھائے۔ (رواہ الترمذی)

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

نئی صدی کا نیا تحفہ

خطبات

مفکر اسلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مترجم: محمد کاظم ندوی

قیمت جلد اول 120/- دووم 120/-

سوم 120/- چہارم 120/-

نوٹ: اپنے کسی قریبی کتب فروش سے حاصل کریں یا ہمیں لکھیں

پتہ: مکتبہ ایوب

لاہور ۲۲۴۱۰۰

جنوری ۲۰۰۱ء

۲۳

۲۲

ماہ سوال کا چھ روزے

۱۰ اور جو لوگ ہمارے راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھا دیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔
(بیان القرآن)
مجاہدہ کا لفظی و لغوی معنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہمارے لیے ہم ان کو اپنے راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ مجاہدہ کے لفظی معنی کوشش کرنے کے ہیں دنیا میں ہر شخص کوشش میں لگا ہوا ہے کسی کی کوشش دنیا کے لیے ہے اور کسی کی آخرت کے لیے تاہم اگر وہ دیکھو صبح سے شام تک اس کوشش میں

روکا تو مخالفت نفس بھی ایک مجاہدہ ہے مگر جو نفس کے حقوق ہیں ان کو بھی ادا کرے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بعض صحابہ نے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا کیا حال ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رات کے کچھ حصے میں آپ کی عبادت کرتے ہیں اور کچھ حصے میں آرام کرتے ہیں اور کچھ حصے میں گھر والوں سے باتیں کرتے ہیں اس بات کو سن کر بعض صحابہ نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بہت بڑی شان ہے آپ کا بہت اونچا درجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و فضائل تو بہت زیادہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو تھوڑی سی عبادت بھی بہت زیادہ ہے ہمیں چاہیے کہ ہم ساری رات عبادت کریں انھوں نے کہا کہ ہم ایسا کریں کہ ساری رات جاگیں۔ ان باتوں کے درمیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہو رہی ہے؟ صحابہ کہہ کر انہوں نے پوری بات عرض کر دی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں، میں سو تا بھی ہوں جاگتا بھی ہوں ایسے ہی کمٹیں کرنا چاہیے کچھ سو کچھ جاگو ساری رات جاگنا یہ نفس کے حق کو مارنا ہے۔ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اس طرح ایک صحابی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ گردن میں رستی باندھی ہوئی ہے کہ جب نیند آئے گی تو گردن نیچے ہوگی تو اوپر رہی کھینچے گی تو اس طرح نیند نہ آئے گی۔ گویا عبادت میں زیادہ مجاہدہ کرنے کا کام اپنے ذمے لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا معلوم ہوا کہ یہ بھی نفس کا حق ہے اور کھانا سونا بھی نفس کے حقوق ہیں۔ اسی لیے شریعت نے مجاہدہ ایسے اعتدال سے تجویز کیا کہ نیند کو چھڑو! نہیں البتہ اس میں جو افراط اور زیادتی ہے اس میں کمی کرانی۔ اسی طرح کھانا کھانے کو چھڑو یا نہیں روزہ رکھو یا روزے میں کھانے کا بالکل ترک نہیں ہے بلکہ حق نفس کا خیال رکھا۔

خیر شرعی مجاہدہ
جو گیوں کے یہاں جو غیر اسلامی رسمیں رائج تھیں کہ وہ ایسا مجاہدہ کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے سوکھ

جاتے تھے اپنے آپ کو ایسا بھوکا رکھتے تھے کہ نفس مر جاتا تھا، اولاد کی طلاق نہیں رہتی تھی، نسل انسانی منقطع ہو جاتی تھی وہ بھی مجاہدہ سے کی افراط اور زیادتی تھی اس کے مقابلے میں شریعت نے اعتدال قائم فرمایا۔ روحانیت کے لیے چار چیزوں کی تسکین خاص طور پر ایک مہینے کا روزہ ہر بالغ مسلمان پر فرض کیا بغیر عذر کے اس کا ترک کرنا حرام ہے۔ اگر دسے دیا، تو اس میں مجاہدہ ہے کھانے کا ترک نہیں بلکہ کھانے میں تسکین ہے صوفیائے کرام نے روحانیت کے لیے چار چیزوں کی تسکین کا ذکر کیا ہے (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا (۴) کم ملنا۔

ان تعلیلات اربعہ (چار چیزوں کے اندر کمی) کو شریعت کے اصول کلیہ سے صوفیائے استنباط کیا ہے کہ کھانا روزے میں تھا اس لیے یہ عبادت اللہ تعالیٰ نے مشروع کی۔ رمضان میں اس کو فرض قرار دیا تاکہ کم کھانے کی عادت پڑے بسیار خوری کہ ہر وقت انسان کھانے ہی میں لگا رہے شریعت کو پسند نہیں اس لیے ایک ماہ مقرر کر کے عادت

ڈالنے کے لیے کم خوری کی طرف رغبت دلائی۔ کم کھانا صوفیائے یہاں سے نکالا اور پھر بالکل ترک نہیں کرایا کہ عادت ہی نہ رہے اور اس میں اشتہا پیدا ہی نہ ہو بلکہ حکم دیا کہ رات کو کھاؤ تاکہ کھانے کی آہستہ باقی رہے اور قوت ختم نہ ہو۔ بوری کی حاجت مندی باقی رہے نکلان کے مصالح قوت نہ ہوں، مقاصد نکاح باقی رہیں۔ ایک ماہ کے روزے فرضی قرار دیے اس کے علاوہ باقی ایام میں روزے نفل قرار دیے جب چاہے روزہ رکھ لے سال میں صرف پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید الفطر کے دن اور بقر عید کے دن اور بقر عید کے ساتھ گیارہ، بارہ، تیرہ تو ان پانچ دنوں کو چھوڑ کر ہر دن روزہ رکھنا نفل قرار دے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعض ایام سال میں کراہت کے ہیں اور بعض ایام سال میں ایسے بھی ہیں جو سنت قرار دیے گئے ہیں۔ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے نو تاریخ تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔ محرم کے دو روزے رکھنا مستحب ہیں۔ (ایک دسویں محرم کا دوسرا نوں یا گیارہویں محرم کا) پندرہویں شعبان کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ سوال کے سارے

۱۰ میں چھ روزے رکھنا مستحب ہے لوگوں میں جو یہ مشورہ ہے کہ جس نے عید سے گئے دن روزہ رکھا ہے صرف وہ ہی شوال کے چھ روزے رکھے یہ غلط ہے۔ اس سارے ماہ میں چھ روزے رکھے باہر لگانا رکھ لے یا چھوڑ چھوڑ کے رکھ لے۔

مال سال روزے رکھنے کا ثواب حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس نے چھ روزے ماہ شوال کے رکھے تو یہ شخص ایسا ہے کہ گویا اس نے سارا سال روزے رکھے اس کو پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ یہ اس عام مانوں پر ہے کہ ایک نیکی کا ثواب ہے کم دس گنا تا نون شریعت میں لٹا ہے تو اس طرح جب ایک ماہ کے روزے رکھے تو دس ہینوں کا ثواب ہو گا اور جب شوال کے چھ روزے رکھے گا تو ساٹھ دنوں کا ثواب ملے گا تو ایک ماہ روزے رکھنے کا ثواب دس ہینے ہے یوں اس کا ثواب ملے گا بارہ ہینوں کے برابر ہو گا۔ ساری ایک خاص مشان بات یہ عرض کر رہا تھا کہ روزے کو مجاہد سے ملو پر مقرر کیا گیا کہ

ایک ہینہ فرض کے طور پر اور سال کے باقی ایام میں جائز قرار دیا اور بعض دنوں میں روزے کی زیادہ فضیلت بیان کر دی گئی جیسا کہ پہلے گزرا۔ ایک روزہ واجب بھی ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے مثلاً مریض کو شفا ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا یہ روزہ نذر کا ہو جائے گا اور یہ واجب ہو گا تو گویا روزے کے اندر سب انواع ہیں فرض، واجب، سنت، مستحب یہ سب قسمیں ہیں۔ بعض نمازیں فرض ہیں بعض واجب بعض سنت اور نفل وغیرہ چار کعتیں عشا کی فرض ہیں اور بعد میں دو سنت ہو کر اور نفل ہیں اور پھر توجہ کہ واجب ہیں ساری قسمیں مقرر فرمائی ہیں کہ ہر انسان دن میں نماز کی ہر قسم سے اور ہر نوع سے فائدہ اٹھائے مگر روزوں میں ہر دن یہ بات نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک ہینہ فرض کا ہے لہذا باقی گیارہ ہینے کے ایام کے روزے فرض کی خاصیت حاصل نہیں کر سکتے اور جو قرب خداوندی فرض کی ادا کی گئی سے حاصل ہوتی ہے کسی دوسری نوع کی عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی قرب خداوندی فرض روزے سے صرف رمضان میں ہی ہو گا اور دنوں

میں نہیں ہو گا۔ اس سے یہ بھی سمجھ میں آ رہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز کیسی عمدہ عبادت قرار دی ہے اور اس کا کیسا اہتمام فرمایا ہے کہ ہر روز اس کی ہر نوع کو مشروع قرار دے دیا گیا تاکہ مسلمان نماز کی ہر نوع سے ہر دن لذت حاصل کرے اس طرح روزہ میں مجاہدہ اور مشقت زیادہ تھی اس لیے صرف ایک ہی ماہ کے روزے فرض کیے گئے ہیں ہاں اگر زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہو تو جو بعد میں سنت روزے ہیں وہ رکھ لو اور اس طرح صوم داؤد، کہ ایک دن روزہ رکھ لیا اور ایک دن چھوڑ دیا، بہترین افضل عبادت ہے مگر یہ فرض قرار نہیں دی گئی اور ہر ماہ کی تیرہ پندرہ پندرہ تاریخ کو یہ ایام بعض کہلاتے ہیں یہ روزے بھی مستحب ہیں۔ گویا ہر ماہ میں جب تین دن روزہ رکھو گے تو سارے ہینے روزے دار قرار پاؤ گے۔ جب ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے تو تین کا بدلہ میں ہوا۔ گویا کام تھوڑا کیا مزدوری زیادہ ملی۔ اگر صائم اللہ صبر بنا چاہتے ہو اور ہر دن کا روزہ نہیں رکھ سکتے تو یہ روزے رکھو اور سارے ہینے روزے دار قرار پاؤ گے۔

ماہ رمضان اور تقیلات اور بعدہ تو مجاہدہ کوئی چیز ترک کر کے نہیں کرا یا گیا بلکہ تقییل اور کمی کر کے کرا یا گیا اور وہ مجاہدہ کم کھانے کے ذریعے کرا یا گیا تو یہ مجاہدہ ترک نہیں بلکہ تقییل اور کمی میں ہے اور کم سونا یہ مجاہدہ رات کو تراویح کے ذریعے کرا یا۔ تراویح رمضان میں شروع کر دی گئی۔ نیند کی اس میں کمی ظاہر ہوئی یہ نہیں کہا کہ سونا نہیں، ایسے ہی بیٹھے رہو بلکہ نیند کے کم کرنے کو عبادت بنا دیا۔ کم کھانے کو روزے کی صورت میں بیان کر دیا اور کم سونے کو تراویح کی شکل میں، تو کم کھانا اور کم سونا ہو گیا اب کم ملنا تھا اس کو اعتکاف کی شکل میں مشروع کر دیا کہ مسجد میں بیٹھو، اب لوگوں سے ملنا کم ہو گا اور یہ بھی نہیں تھا کہ کہیں غار میں جا کر چھپ جاؤ کہ بالکل کسی سے نہ ملو جیسا کہ جوگی علاحدہ جنگلوں میں رہتے، پتے کھاتے، کسی سے بات نہ کرتے، کسی سے نہ ملتے تھے۔ یہ شریعت میں شروع نہیں اعتکاف کے لیے مسجد میں بیٹھو جو مسجد میں آئے اس سے ملو، اللہ سے بات چیت سے کوئی پرہیز نہیں اس لیے کہ جو بات ہوگی، دین کی اور مقصد کی ہوگی لہذا شریعت نے اس کی

اجازت دی ہے حضرت حاجی صاحب کا ارشاد حضرت مولانا تھانوی نے لکھا ہے کہ ہمارے استاذ حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی، حضرت حاجی امداد اللہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ حضرت حاجی صاحب سب کے پیر ہیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا محمد یعقوب اور سارے اکابرین دیوبند کے وہ پیر بزرگوار ہیں سب کے صلح اور مزی اور اپنے زمانے کے فن تصوف کے بہت بڑے امام اور مجتہد تھے ان کے پاس بیٹھے ہوئے جب بہت دیر ہو گئی تو حضرت مولانا فتح محمد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آج میں نے آپ کا بہت وقت لے لیا۔ آپ کی تنہائی اور خلوت میں مغل ہوا آپ کو آج میری وجہ سے زیادہ بیٹھنا پڑا، یہ معذرت کرنی چاہی تو حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ نے یہ کیا بات کہی؟ خلوت جو ہے وہ از انعام ہے۔ خلوت تو غیروں سے ہوتی ہے اپنوں سے تھوڑی ہی ہوتی ہے خلوت تو دوسروں سے ہوتی ہے کیونکہ غیروں کو لگ

اگر اپنی باتیں کریں گے تو دل بہ اثر ہو گا دنیا کے ملائق اور تعلقات سے دل میل ہو جائے گا کیونکہ ان حضرات کا دل ہمارے جیسا تھوڑا ہی ہوتا ہے وہ ان توشیشے کی طرح جھک ہوتی ہے دل کے توشیشے پر دنیا کی باتوں سے غبار آتی ہے آپ تو دین کی باتیں سن رہے اور سنا رہے ہیں اس سے کیا خلل آ رہا تھا۔ کون سی خلوت اور حلاوت محمودہ اسی لیے بزرگوں نے یہ لکھا ہے کہ وہ خلوت محمودہ جو غیر جنس سے ہو اور خلوت وہ محمود ہے جو نیکیوں کی ہو تو نیکیوں کی صحبت اور مجلس محمودہ اور برے سے علاحدگی اور خلوت بہتر ہے مگر اس میں بھی ایک نفس کی مکاری ہوتی ہے حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے آپ کو خلوت میں رہ کر مقدس سمجھنے لگ جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں بہت بڑا ولی ہو گیا ہوں اور دوسرے لوگ سب برس ہیں اور میں سب سے زیادہ اچھا ہوں۔ یہ جو دل پر اچھائی کا خیال آتا ہے تو یہ خلوت کے فائدوں

کی بجائے نقصان دینے والا اور
برا ہوتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ
خلوت میں اپنے آپ کو اس طرح
سمجھے کہ میں برا ہوں اس لیے
سب سے الگ بیٹھ گیا ہوں تاکہ
میرے شر اور برائی سے لوگ بچ
جائیں تو زائد ہو گا اور نفس کی اصلاح
بھی ہوگی یہ باتیں محققین صوفیہ
کرام سے ہی مل سکتی ہیں اس لیے
خود کو نہ کرے خود ہی خلوت اور
جلوت میں نہ بیٹھے کسی محقق سے
پوچھ لے کر میرے لیے کیا مفید ہے
اور پھر اس میں کیا نیت ہونی چاہیے
بعض بائیں اچھی ہوتی ہیں لیکن غلط
نیت سے وہ مفید نہیں رہتیں تو صوفیہ
کرام کے مجاہدوں کے چار اصول
تھے ان میں سے تین تو یہ آگے:
کم کھانا روزے میں آگیا، کم سونا
تراویح کی وجہ سے ہو گیا اور کم ملنا
اعتکاف کی صورت میں ہو گیا۔

اعتکاف کا ثواب
حاصل کرنے کا طریقہ
اور بھائی ایک اور بات بتا دیں
کہ ماہ رمضان کا اعتکاف تو کوئی
ایک کرتا ہے جو اعتکاف نہیں
کرتے ان کو یہ اعتکاف اور اس
کا ثواب کیسے حاصل ہو، تو اس کا

طریقہ یہ ہے کہ ہر آدمی مسجد میں جلتے
والا مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت
اعتکاف کی نیت کر لے تو روزانہ
پانچ وقت اس کو اعتکاف نصیب
ہو جائے گا اور یہ اعتکاف نفلی
ہو گا اور رمضان شریف کے آخری
دس دنوں کا اعتکاف سنت ہو کہ وہ
ہے تو جس کو وہ نصیب ہو جائے
بہتر ہے لیکن جس کو وہ نصیب نہ ہو
تو وہ نفلی اعتکاف ہر دن اور
ہر وقت کر سکتا ہے اس کے لیے
کوئی حد یا کوئی وقت مقرر نہیں ہے
جب بھی مسجد میں داخل ہوئے
اعتکاف کی نیت کر لے جتنی دیر
مسجد میں رہے گا اعتکاف کا
ثواب اسے ملتا رہے گا۔

مجاہدے کا چوتھا اصول
اب صوفیہ کرام کا چوتھا
اصول رہ گیا اور وہ ہے کم بولنا اس
کو ہمارے حضرت تھانوی نے بہت
عجیب طریقے سے بیان فرمایا۔ فرماتے
ہیں کہ جب آدمی کم لے گا تو یقیناً
کم بولے گا اور اعتکاف میں بھی آدمی
کو گولے کم ملتا ہے۔ حضرت آدمی
بڑی عجیب بات ہے کہ کم ملنا، کم
بولنے کے لیے کافی ہے۔ ملنے ہی سے
بات زیادہ ہوتی ہے جب ملنا ہی

کم ہو گیا تو بولنا خود ہی کم رہ جائے گا
تو یہ چاروں مجاہدے رمضان شریف
میں آگے۔

حضرت حکیم الامت کا ارشاد گرامی

حضرت تھانوی فرماتے تھے کہ اس
زمانے میں کم سونا اور کم کھانا نہیں
چاہیے کیونکہ اس زمانے میں اعنا
اس کے متحمل نہیں۔ کم سونے سے
خشکی بڑھ جاتی ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ سے
کم چھ گھنٹے جو بیس گھنٹوں میں ضرور
سوئے بلکہ حضرت آخر میں فرماتے تھے
کہ آٹھ گھنٹے سوؤ کوئی حرج نہیں اور
ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں ایسا
بہتر بہت مشکل سے ملے گا جو خوب
کھلائے، خوب سلاکے اور پھر
منزل پر بھی پہنچا دے اور کبھی کبھی
ہنس کر فرماتے تھے کہ میں چودھویں
صدی کا لٹھ پیر ہوں، یعنی سختی کرتا
ہوں اور اس سختی اور تربیت سے
مجاہدہ حاصل ہو جاتا تھا۔

حضرت فرماتے تھے کہ کم نہ کھاؤ
بلکہ خوب کھاؤ، ہاں اتنا نہ کھاؤ کہ
آدمی کا پیٹ بھر جائے پھر بھی
کھاتا رہے۔ حدیث شریف میں آتا
ہے کہ مسلمان ایک آسٹری میں کھاتا

ہے اور کافرسات آسٹریوں میں کھاتا
ہے یعنی کافر کا اور مسلمان کا ایک
اور سات کی نسبت ہے تو مسلمان
ویسے تو کم کھائیں۔ ایک حصہ تھانوی
کھانے کا، ایک حصہ تھانوی پانی کا
اور ایک حصہ سانس کا ہو اور جو بڑا
مجاہدہ کرنے والے ہیں اور امام غزالی
کی کتاب میں دیکھتے ہیں اور ان کی باتوں
پر عمل کرتے ہیں وہ اس زمانے میں
ٹھیک نہیں۔ حضرت کی یہی تحقیق ہے
کیونکہ اس سے آدمی کے اعضاء
کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ اصلی کام
سے بھی رہ جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں
کہ اتنا کھاؤ کہ کھڑا ہو سکے جس
سے نماز پڑھ لے کھڑے ہو کر تو یہ بات
خاص لوگوں کے لیے ہے، اس
زمانے کے ہمارے لوگوں کے لیے
نہیں یہ چار مجاہدے ہو گئے۔

مجاہدے پر وعلاً خداوندی
پھر اس مجاہدے کے کرنے پر
اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ لنگھا
یفعمہ سبلنا، کہ ہم ان کو اپنے
رستے پر چلا دیں گے اور مقصود تک
پہنچا دیں گے۔ ہدایت کے ایک معنی
مقصود تک پہنچا دینے کے ہیں
اور ہدایت کا دوسرا معنی راستہ بتا
دینے کے ہیں۔ اس آیت سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ ہمارے لیے
مجاہدہ کریں گے ہم ان کو مقصود پر
پہنچا دیں گے۔

ایک نکتہ
یہاں ایک بات یہ بھی سمجھنے
کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت
میں لفظ سبل فرمایا جو کہ سبیل کی جمع
ہے، جمع کا لفظ کیوں لائے سبیل
مفرد لفظ کیوں نہیں لائے۔

اصل بات وہ ہے کہ جو حضرت
تھانوی کے ارشادات سے معلوم
ہوتی ہے کہ درجات بہت ہیں انبیاء
علیہم السلام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ
یہ سب اپنے اپنے مرتبے کے مطابق
اپنے مقاصد پر پہنچتے ہیں۔ عام
مسلمان اپنے مجاہدے کے بعد
اپنے مرتبے کے مطابق اپنے مقاصد
پر پہنچیں گے اور وہ ان کا اعلیٰ درجہ
ہو گا جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے
وعدہ کیا ہے عام مسلمانوں کے لیے
جو اعلیٰ مرتبہ ہے اور وہ ان کا مقصد
ہے ان اولیاء اللہ مجاہدین اور
صوفیہ نظام و انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے لیے راستہ ہے۔ ہمارا
تو وہ آخر ہے اور انبیاء و اولیاء کے
لیے وہ مقام راستہ میں آئے گا کیونکہ

انہوں نے ابھی آگے جانا ہے ہم اپنے
مرتبے پر جا کر ٹھہریں گے اور اولیاء اپنے
مرتبے پر اور انبیاء علیہم السلام ان سے
بھی آگے چلے جائیں گے تو اس طرح
یہ مختلف راستے بن گئے اس لیے جمع
کا صیغہ لائے سبل فرمایا کہ ہر ایک
کا راستہ اور مقصود جدا جدا ہے اور رتبہ
میں تفاوت ہے۔

مجاہدے کا راستہ
کس طرح طے ہو گا؟
اس میں ایک چیز یہ بھی غور طلب
ہے کہ یہ راستہ ہم خود قطع نہیں کر سکتے
یہ منزل خود قطع نہیں ہوتی اس لیے
فرمایا ان اللہ لیسع المحسنین، کہ اللہ
تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے
مطلب یہ ہے کہ یہ راستہ ہماری مدد
اور معیت سے منقطع ہو گا، تم خود نہیں
قطع کر سکتے اور یہاں پر یہ نہیں
فرمایا کہ محسنین اللہ کے ساتھ ہیں
بلکہ فرمایا کہ اللہ محسنین کے ساتھ ہیں
عمل کرنے والے اللہ کی مدد اور
تعاون کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ
اعانت کریں گے ان کی مدد سے یہ
راستہ منقطع ہو گا۔ اور ان مجاہدہ کرنے
والوں کو محسن اور نیکو کار کہا۔ معلوم
ہوا کہ یہ راستہ اپنی نیکی اور اپنے
مجاہدے سے طے نہیں ہوتا یہاں پر

تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین شام آمین)

مولانا محمد ثانی حسینی

لغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ شافع مدینہ ہیں، ہوں لاکھوں سلام ان پر
 ہر دل کا سکینہ ہیں، ہوں لاکھوں سلام ان پر
 وہ شافع محشر ہیں، وہ ساتی کوثر ہیں
 نازمہ واقتر ہیں، ہوں لاکھوں سلام ان پر
 سرکار دو عالم ہیں، ہر ایک کے ہمد ہیں
 وہ نازش آدم ہیں، ہوں لاکھوں سلام ان پر
 ہر ایک غلام ان کا، عالی ہے مقام ان کا
 ہر لب پہ ہے نام ان کا لاکھوں سلام ان پر
 وہ اعظم و افضل ہیں، وہ اکرم و اکمل ہیں
 وہ احسن و اجمل ہیں ہوں لاکھوں سلام ان پر

مجاہدہ کرنے والوں کا ناز توڑ دیا کہ یہ جو کچھ ہر دہا ہے یہ ہم کرا رہے ہیں تم سے کچھ نہیں ہر تہ یہ نازت کرنا کہ ہم نے روزے رکھ لیے، تراویح بڑھ لی، ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے تم نے کچھ نہیں کیا۔ یہ ہم نے کرا دیا ہے۔ ایک نظیر حضرت تھانویؒ ایک مثال دیا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ایک بچہ ہے اس نے ابھی نکھنا نہیں سیکھا مشق کر رہا ہے تختی پر استاد اس کا ہاتھ پکڑتا ہے ظلم ابھی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس بچے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر جلا رہا ہے اور بچے سے کہتا ہے کہ بیٹا کیا بنا؟ الف "یراب کیا بنا؟" وہ بچہ سمجھ رہا ہے کہ میں لکھ رہا ہوں حالانکہ حقیقت میں استاد لکھ رہا ہے اسی طرح یہاں بھی مجاہدہ اللہ تعالیٰ ہی کرتے، میں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں کر رہا ہوں اس لیے فرما دیا کہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ سب ہماری مدد اور اعانت سے ہو گا۔ فرمایا "والذین جاہدوا فینا لنمھدھنھم سلاوات اللہ لمح المعسین" جن لوگوں نے ہمارے لیے مجاہدہ کی ہے ان کو ہم فرزند مقصود پر پہنچا دیں گے۔ اللہ

سالانہ خریدار نوٹ فرمائیں
 رسالے کے لفافے پر جو پتا چسپاں ہوتا ہے اس کے اوپر ہر خریدار کا خریداری نمبر اور خریداری مدت درج ہوتی ہے۔ خریدار حضرات نوٹ فرمائیں اگر آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے تو پہلی فرصت میں اس کی توسیع فرمائیں، ورنہ آپ کی خریداری معطل ہو سکتی ہے۔

مولانا محمد جاوید اشرف میرٹھی

اسلام کا روشن مستقبل

ماہنامہ انوار نبوت نبوت لندن کی اشاعت بابت ماہ صفر ربیع الاول بمطابق مئی جون ۱۹۷۲ء میں بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ ۵ مئی ۱۹۷۲ء میں یہ خبر بڑھ کر بہت زیادہ مسترس ہوئی کہ ریاست چاؤ وسطی افریقہ کا صدر اسلام سے متاثر ہو اور اس نے اسلام قبول کر لیا پھر اس کے قلم رو کے تیس ہزار افراد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ درحقیقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جب اسے سمجھا جائے اور قریب سے دیکھا جائے تو ہر انسان اس میں قلبی سکون اور راحت پاتا ہے اپنے خالق و مالک جل مجدہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یقینی طور پر سمجھ لیتا ہے کہ دین اسلام ہی وہ دین ہے جو خالق و مالک نے

اپنے بندوں کے لیے بھیجا ہے۔ یہی دین توحید رکھتا ہے اور یہی موت کے حالات سے باخبر کرتا ہے روز قیامت کی جزا و سزا کی تفصیلات بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید ہے جو اس نے اپنے آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ اس کتاب کی تلاوت و قرأت سے دل منور ہو جاتا ہے روح معطر ہوتی ہے، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانی و مالی عبادات کی مفصل تعلیم دی ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کا حکم دیا ہے اور دنیا میں زندگی گزارنے اور

بہتر سے بہتر اخلاق و آداب کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے جن و انس کی ہدایت کے لیے دین اسلام کو منتخب فرمایا۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔

دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی مقبول ہے اس کے سوا امت مسلمہ اور ان باطل ہیں دین اسلام کا آغاز آدم علیہ السلام سے ہو کر تکمیل سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہوئی۔ سورہ مائدہ میں فرمایا: "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً" آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔" حجتہ الوداع کے موقع پر اس کی تکمیل کا اعلان لسان نبوت سے کرا دیا گیا۔ اور قیامت تک کے لیے یہ مکمل دین ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے اسی کا پلنے میں نجات اور اسی پر پلنے میں مالک حقیقی کی رضامندی و خوشنودی موقوف ہے قیامت تک کے لیے یہی دین

ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ اور معصوم کر دیا گیا۔ روز قیامت اس دین کے علاوہ کوئی دین قبول نہ ہوگا۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرۃ من الخسرین۔

جس کسی نے دین اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اپنایا اس سے وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ایسا شخص روز قیامت سراسر خسارے میں رہے گا۔

نبوت محمدی کی فتح طلوع ہونے سے پہلے کے ادیان سادہ اسلام ہی تھے۔ ہر نبی نے اسلام ہی کی دعوت دی البتہ شریعتوں میں فروعی اختلاف بھی تھا۔ آخری شریعت محمدی ناسخ ہے اور پہلی تمام شریعتیں منسوخ قرار دے دی گئیں۔ اب سابقہ شریعتوں

میں سے کسی شریعت پر عمل کر کے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ ہر ایک کو شریعت محمدی پر ہی عمل کرنا لازم ہے۔ اسی حقیقت کو لسان نبوت نے یوں ادا کیا ہے۔ لو کان موسیٰ حیاً ما دعوہ الا اتباعی

”آج اگر موسیٰ بھی بقید حیات ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔“

یہ دین اسلام جو نیک قیامت تک کے لیے ہے اس لیے اس میں ہر زمانے کے مسائل کا حل بھی ہے اور ہر زمانہ و مکان سے ہم آہنگی کی صلاحیت بھی وہ سورج سے زیادہ روشن بھی ہے اور چاند سے زیادہ نورانی بھی۔ اسی کی حقانیت تھی کہ کفر و شرک کی گھنٹا ٹوپ تار بچی کو توحید کا شمع نے مٹا دیا تھا۔ کفر نے روز اول سے ہی اسلام سے مقابلہ آرائی کی، مگر ہمیشہ دائرہ کفر سمٹتا گیا اور ایمانی دائرہ وسیع تر ہوتا گیا۔ اس حقیقت کا اعتراف دشمن کو بھی کرنا پڑا۔ عہد نبوی سے لے کر آج تک اعتراف کیا، بلکہ قیامت تک دین اسلام کا شیوع و انتشار ہوتا رہے گا۔ کوئی طاقت و حکومت اس کو سٹپا تو درکنار محدود بھی نہیں کر سکتی۔

ہر تعلق نے ابوسفیان سے جب کہ وہ ابھی حلقہ بگوش اسلام بھی نہ ہوئے تھے عدل اسلام اور رسالت کفار میں ان کا شمار تھا۔ پوچھا تھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی و پیروکار بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ تو ابوسفیان حقیقت کو نہ چھپا سکے اور بر ملا کہا بل یزید دن وہ نور روز بڑھتے جا رہے ہیں

شہنشاہ روم ہر تعلق کا دوسرا سوال تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے بیزار ہو کر مرتد بھی ہوا؟ ابوسفیان نے کہا، نہیں کوئی اسلام کو قبول کرنے کے بعد نہیں چھوڑتا۔ یہ ابوسفیان کے منہ سے نکلے ہوئے و تہمتی جملے نہ تھے بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جس کا ظہور ہر زمانہ و مکان میں ہوتا رہے گا۔

تاریخ شاہد ہے جتنا اسلام کو دبانے کی کوشش کی گئی اتنا ہی یہ ابھر ہے اسلام کو مٹانے والے اسلام کی آغوش میں پناہ لینے والے بنے اسلام کو دبانے والوں نے اسلام کو پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا۔ ہر زمانے میں اسلام کے خلاف سازشیں ہوئیں، بغاوتیں ہوئیں دین حق کی بیخ کنی کے لیے اسکیمیں بنیں، منصوبے تیار ہوئے بقول

شاعرہ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار ہو رہی مگر اسلام کی کرنیں سمٹنے کے بجائے پھیلتی رہیں اور پھیلتی رہیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کہ ”ہر کچے پکے گھر میں دین اسلام داخل ہو کر رہے گا۔“

پوری ہو کر رہے گی۔

عصر حاضر میں کفر کی جتنی یلغار ہے آلات و وسائل کی کثرت، ریڈیو، ٹیلی ویژن، وی سی آر ڈسٹ، انٹرنیٹ اخبار و رسائل وغیرہ کے ذریعے جتنا اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہو رہا ہے عالمی سطح پر منظم عیسائی مشنریاں جتنی سرگرم عمل ہیں تا دیا نیت شیعیت وغیرہ باطل قوتوں میں جتنی فعال و متحرک ہیں اور ہر طرف سے اسلام مخالف مدائیں گونج رہی ہیں کہ اسلام اس عالم کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے، اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، اسلام میں مساوات نہیں وغیرہ وغیرہ امتیاز پر ادیاں کی جا رہی ہیں اسلام دشمن طاقتیں بیجا ہو گئی ہیں، تمام باطل طاقتیں اس نکر میں ہیں کہ کس طرح اسلام کو صفحہ ہٹکے سے مٹا دیں اس کام کے لیے ذہین دماغ استعمال کیے جا رہے ہیں، مال و دولت کے انبار اس کام کے لیے بھونکے جا رہے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

”بے شک جو لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکیں سو یہ لوگ ابھی اپنے مالوں کو خرچ کریں پھر یہ مال ان کے

حق میں حسرت کا سبب بن جائے گا۔ پھر یہ لوگ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے اور پھر اس کو اکٹھا ڈھیر بنا دے پھر اس کو دوزخ میں داخل فرمائے یہ لوگ تباہ کار ہیں۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں سبب نزول اگرچہ خاص ہے مگر مضمون عام ہے جب کبھی بھی اہل کفر حق سے روکنے کے لیے اپنا مال خرچ کریں گے دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے اور ذلیل ہوں گے اللہ تعالیٰ کا دین کامل ہے پھیلے گا، کافراں کو ختم کرنے کے لیے مال خرچ کریں گے پھر نادم ہوں گے ان کو حسرت ہوگی کہ ہم نے اپنا مال خرچ کیا لیکن مقصود حاصل نہ ہوا یہ لوگ دنیا میں مغلوب ہوں گے اور آخرت میں بھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

عیسائیت ہو یا قادیانیت، ہندو ہو یا شیعیت مغرب کی بے راہ روی ہو یا یورپ کی لاندہ بیت کی دعوت ان کے بطلان کے لیے۔ یہی بات کافی ہے کہ ان باطل افکار و دعوت

کی اشاعت پر ہمہ پانی کی طرح بہا یا جا رہے ہیں جب کہ اسلام کی حقانیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو شخص بھی قرآن مجید کی دعوت اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تعلیمات کا مطالعہ کھلے ذہن سے کرتا ہے خدا اور عناد سے اس کا دماغ خالی ہوتا ہے وہ اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے اسلام قبول کرے بغیر نہیں رہتا یہی صداقت اسلام جب کسی جماعت، گروہ یا قوم پر ظاہر ہوتی ہے تو وہ پھر پھر کی تاخیر کے بغیر پوری کی پوری اسلام کے سایہ تلے آجاتی ہے خواہ اس سلسلے میں اس کو کسی بڑے بڑے ظالم و جاہل کی طرف سے حیات دنیوی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ ہی کیوں نہ مول لینا پڑے، وہ فرعون بادشاہ جس کی بے رحمی، ظلم و جبر کے واقعات قرآن پاک میں مختلف جگہ پر مذکور ہیں جس نے بنی اسرائیل کے ہزار ہا معصوم بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرایا جب اس نے نبی برحق سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جاوگڑا کے ذریعے ٹک دینا چاہا تو وہ سارے کے سارے جاوگڑا مجروح ہوئی کو دیکھ نہ صرف یہ کہ ایمان لے آئے

بلکہ لومبر میں ایمان کے اعلیٰ مقام بہر
 بھی پہنچ گئے اور فرعون کی دھمکی
 قلاقلعن ایسے کہ الخ میں اس طرح
 سے تھا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ دیا گیا
 کہ ایک طرف کا ہاتھ ہو گا اور دوسری
 طرف کا پاؤں اور میں ضرور بالفرد
 تمہیں کھور کی شاخوں پر لٹکا دوں گا
 اس موقع پر جادو گروں نے ایسا
 جواب دیا جس میں ایمان و عقیدہ کی
 پختگی نمایاں ہے کہا:
 "لن نؤثرک علی ما جاءنا من
 البیت الخ" ہمارے پاس جو
 کلمہ ہوئے دلائل آئے ہیں ان کے
 اور اس ذات کے مقابلے میں جس
 نے ہمیں پیدا فرمایا ہم تجھے ہرگز ترجیح
 نہیں دے سکتے سو تو جو کچھ فیصلہ کرنے والا
 ہے وہ کر ڈال، تو صرف اسی دنیا
 والی زندگی میں فیصلہ کرے گا بلاشبہ
 ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ
 وہ ہماری خطاؤں کو بخش دے۔
 تیروان غریب افریقہ کے ان
 مشہور شہروں میں ہے جو زمانہ دراز
 تک افریقہ کا دارالسلطنت تھا ایک
 عربی تک غریب افریقہ میں اس سے
 بڑا کوئی شہر نہ تھا اس شہر کی بنیاد
 سنہ ۵۵۰ میں صحابہ کرام کے ہاتھوں
 رکھی گئی اس کی بنیاد اور آبادی کا

واقعہ اسلام کی صداقت اور صحابہ
 کرام کے اوصاف ذاتی محاسن اور
 مقبولیت عام کا سکہ بٹھانے والا
 تھا یہ وہ مبارک وقت تھا کہ ایک ہی
 وقت میں ہزاروں انسان جو کفر
 و شرک میں مبتلا تھے حلقہ بگوش اسلام
 ہو کر سچے دل سے دین اسلام کے
 جان نثار بن گئے تھے۔
 عقبہ بن عامر ایک صحابی ہیں حضرت
 معاویہ نے ان کو افریقہ کا عامل مقرر
 کر دیا ان کو افریقہ میں ایک ایسی چھاؤنی
 کی ضرورت پیش آئی جہاں ہر وقت
 اسلامی لشکر تیار کر سکے اس کے
 لیے جس جگہ پر نظر انتخاب بڑی وہ گنجان
 جنگل اور گھنے درخت والی تھی ہر قسم
 کے درندوں و موذی جانوروں اور
 زہریلے سانپوں کا مسکن تھی ایسی
 جگہ پر آدمیوں کی بود و باش تو در کنار
 وہاں سے گزرنا بھی خطرے سے
 خالی نہ تھا مگر عقبہ بن عامر اور ان کے
 ہمراہی عزم و ہمت قتال کے پہاڑ تھے
 جن کے سامنے بڑی سے بڑی رکاوٹیں
 هیچ تھیں امیر لشکر عقبہ بن عامر کی
 آواز جس میں صدق و اخلاص کی طاقت
 تھی نفا میں بلند ہوتی ہے جس کے
 مخاطب وحشی جانور ہیں۔
 لے درندوں اور موذی جانوروں

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اصحاب ہیں یہاں آباد ہونا اور قیام کرنا
 چاہتے ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ اس
 کے بعد ہم جس کو یہاں دیکھیں گے قتل
 کر دیں گے۔
 اس آواز کا سننا تھا کہ سب حشرات
 اور درندوں میں ہل چل پھم گئی اور
 دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کا جنگل خالی
 ہو گیا قوم "بربر" جو اس ملک کے اصلی
 باشندے تھے اور اس جنگل کی حالت
 اور خطرات سے بخوبی واقف تھے انھوں
 نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ شیر اپنے بچوں
 کو اٹھائے بھڑیے اپنی اولاد کو لیے
 ہوئے، سانپ اپنے سپولیوں کو کمر
 سے چٹکے ہوئے نکلے جا رہے
 ہیں سمجھ گئے کہ یہ لوگ جس دین کے
 متوالے ہیں وہ سچا دین اور برحق مذہب
 ہے فوراً ہی پوری بربر قوم اسلام
 سے مشرف ہو گئی۔
 ساتویں صدی ہجری میں وہ
 اتاری قوم جس کے ظلم و بربریت اور
 وحشیت کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی جس
 نے خلافت عباسیہ کو نہیں نہیں کر دیا جو
 چار سو سال سے چلی آ رہی تھی، بغداد
 جس کا دارالخلافت تھا، بغداد کے گلی
 کوچوں میں خون کی ندیاں بہ رہی
 تھیں، ایک بغدادی کیا اس وحشی

قوم نے نہ جانے کتنے شہر تباہ و برباد
 کیے، کتنی بستیوں کو اجازت اگر یہ
 کہا جائے کہ انسانی تاریخ میں اس
 سے زیادہ تباہی کسی قوم نے نہیں
 بچائی تو بے جا نہ ہو گا مورخ ابن اثیر
 اپنی کتاب "الکامل" میں رقم طراز ہیں:
 یہ فصل اس عظیم ترین حادثہ اور
 فتنہ کبریٰ سے متعلق ہے جس کی مثال
 پیش کرنے سے زمانہ تمام ہے جس
 نے ہر ایک کو بالخصوص مسلمانوں کو
 اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اگر کوئی
 کہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش
 سے لے کر آج تک دنیا کی انسانی
 ایسے عظیم اور سنگین دور سے نہیں
 گزری تو اس نے بلاشبہ سچ کہا تاریخ
 اس جیسے فتنے کی نظیر تو کیا اس کے
 قریب قریب کی بھی مثال پیش کرنے
 سے قاصر ہے جب اس قوم پر اللہ
 تعالیٰ اسلام کے دروازے کھولتے
 ہیں تو پھر ظلم و بربریت سے نکل کر
 نہ صرف یہ کہ اسلام میں داخل ہو جاتی
 ہے بلکہ اسلام کی پاسبان بن کر ایک
 نئی تاریخ مرتب کرتی ہے۔
 شاعر مشرق علامہ اقبال اسی کی
 طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
 پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے
 ان واقعات سے اہل ایمان کی

تکین ہوتی ہے اور یقین میں زیادتی
 کا باعث بنتے ہیں اللہ پاک دین
 ہی غالب ہو کر رہے گا اس نے
 صاف اعلان کر دیا ہے "لیظہدہ
 علی الدین کلمہ" اس کا دین اسلام
 ہر دین پر غالب ہو گا۔
 "وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور
 کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ
 اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا"
 دشمن اسلام اسلام کی روشنی
 بجھانے اور اس کی اشاعت کو روکنے
 کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے
 ہیں لیکن الحمد للہ اسلام بڑھ رہا ہے
 خود دشمنوں کے ملکوں میں پھیل رہا
 ہے آئے دن انفرادی و اجتماعی طور
 پر لوگ اسلام میں داخل ہو رہے
 ہیں یہ اس بات کی واضح دلیل ہے
 کہ اسلام کا استقبال روشن ہے
 یہ پھیلے گا اور خوب پھیلے گا۔
 سچ فرمایا صادق مصدوق صلی اللہ
 علیہ وسلم نے۔ روئے زمین پر
 کوئی کچا پکا گھر نہ بچے گا جس میں
 اسلام داخل نہ ہو جائے عزت والے
 عزت کے ساتھ اور ذلت والے
 کی ذلت کے ساتھ (رواہ احمد
 عن المقداد مشکوٰۃ ۴۲)
 یعنی جو لوگ اسلام کے گلے کو

قبول کر کے عزت دار بننا چاہیں گے
 وہ باعزت بن جائیں گے اور جو اسے
 (باقی صفحہ ۵۶ پر)

نعت شریف
 مولانا محمد ثانی حسنی
 وہ سرورِ دو عالم
 وہ رحمتِ مجسم
 وہ فخرِ ولدِ آدم
 حضرت رسول اکرم
 محبوب ہیں خدا کے
 ان پر خدا دو عالم
 وہ بے کسوں کے والی
 وہ بے بسوں کے بہم
 ہر جنبش لب ان کی
 زخمی دلوں کا مرہم
 وہ ابر ہیں کرم کے
 وہ پیار کی ہیں شبنم
 آتی ہے یاد ان کی
 ہوتا ہے دور ہر غم
 لب پر ہے نام نامی
 دل میں ہے عشقِ بہیم
 فرمائیں جو وہ تھی ہے
 باقی جو ہے وہ بہیم
 ان پر درود و بیہیم
 ان پر سلام ہر دم

دعائنگے کا طریقہ

نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے دعائیں جلد بازی کی پھر آگے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دو ستر آدمی سے خطاب فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دعا کرنے سے پہلے اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔

(جامع ترمذی)

دعائیں ہاتھ اٹھانا

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائنگے تھے اور دعائیں یہ فرما رہے تھے اے اللہ میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں نہ اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا برا کہا ہو تو اس کے بارے میں مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔

امین

ابن ہبیر نے فرمایا کہ روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دعا کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعائنگا کرو کہ پتھیلیوں کا رخ سامنے ہو ہاتھ اٹھ کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابوداؤد) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دعا فرماتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے پھر اس شخص کے لیے دعائنگے۔

(جامع ترمذی)

فضالہ بن عبید روفی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دعا کی جس میں

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "انا عند ظن عبدی بخا و انا معہ اذا دعا حتی یعنی میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (بخاری) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعائنگنا بعینہ عبادت کرنا ہے پھر آپ نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی وقال دیکم اذ عوفی استجب لکم (ترمذی) اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھ سے دعائنگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر اللہ کے ایک نیک بندے پر ہوا جو رب الخلق کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا اور گواہی دینا سننے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور نہ ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور صحیح خاتمہ کا اور ٹھیک نہ لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا کو ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ طے کرالیا۔)

(ابوداؤد)

عافیت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا یعنی دعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے

جالتے ہیں اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دعا مانگی جائے۔ (ترمذی)

دعا میں عجلت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے جلد بازی یہ ہے کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری)

دعائیں یقین

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ: اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اور اگر تو چاہے تو رحمت فرما دے اور اگر تو چاہے تو مجھے روزی دے؛ بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور دعائیں کرے اور یقین کرے کہ بے شک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا، کوئی

ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرائے۔ (صحیح بخاری) موت کی دعا کی ممانعت حضرت انس سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ موت کی دعا اور تمنائت کرو اور اگر کوئی آدمی ایسی دعا کے لیے مضطر ہی ہو تو وہ اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے کہ اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھ زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھالے۔ (سنن نسائی) مقبول دعائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ مومن کے لیے کوئی دعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی اس وقت بندہ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں مقبول نہ ہوئی ہوتی۔ اس لیے بندے کو بہر حال میں دعائنگے رہنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو چیز میں خدا کے دربار سے

انمول موعظ

صحبت کا اثر
حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برس ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔ دوسرے کی جائیداد پر قبضہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔

ہمسائے کی تلاش

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھرنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسائے کی تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔

بے نواؤں کی مدد

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال انسان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر بار مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور بہتر مغفرتیں قیامت کے دن اس کے لیے درجات بن جائیں گے۔

حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے کہ اس نیک آدمی کے اعمال ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے یعنی اس نیک کی محبت کا اے بھی صلہ ملے گا۔

وعلا شکتی

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خوریزی بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

حضرت انس وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس گھر میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔

دوستی کا معیار

مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو عالمیوں سے سوال کیا کرو اور دانشمندیوں سے ملا کرو مزید فرمایا کہ! ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے پس پہلے سے ہی دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

بیوی بچوں کے ہاتھوں تباہی
حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی۔ یہ لوگ اس شخص کو غربت پر طعنے دیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جن کو یہ اٹھنا نہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جائے گا کہ اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔

بحث و مذاق

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ خواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔

غیبت پر حمایت

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس بھائی کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی

حمایت کرے (غیبت کرنے والے کو روک دے اس کی بات سننے سے انکار کرے یا مسلمان بھائی کی صفات بیان کر کے غیبت کرنے والے کو شرمندہ کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت کرے گا اور اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر تادرتھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائیں گے۔

صفائی

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کو صاف رکھا کرو کیونکہ صفی پیموں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندہ رکھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو مقبرے نہ بناؤ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک صاف ہوگا۔ جو پاک صاف رہنے والا ہے حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک صاف رکھا کرو۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا اور ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے اس لیے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ بیچ سے مت کھاؤ۔ جسمانی اراٹش کا فیصل

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو گردوغبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ کپڑے دھو لیتا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چلبیے کہ ان کو اچھی طرح صاف رکھے۔

مسکراتا ثواب ہے

حدیث شریف میں ہے اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر غدر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا اس کے غدر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناحباز کی حصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل

ایک دفعہ حضرت ابو ذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے دوسروں کو دے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ خود غفلت ہو تو۔ فرمایا اپنی زبان سے نیک کام کرے عرض کیا اگر اس کی زبان معذور ہو؟ فرمایا کہ مغلوب کی مدد کرے عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو اور مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا جس کو کوئی کام نہ کرنا آتا ہو اس کا کام کر دے عرض کیا اگر وہ خود ہی ایسا ناکارہ ہو فرمایا اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچانے دیکھئے۔

احسان کا مشکر یہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان انوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بھی ادا نہیں کرتا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جلمے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے جنذاک اللہا خیرا اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔

سفارش اور سرگوشی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔

حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو میرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا چھوسی نہ کریں۔

سوئے اور چاندی کے برتن حضرت حدیث نے فرمایا ہے کہ

حریر و دیباہ (شہمی کپڑوں) کو نہ پہنو چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پو اور سونے چاندی کی رکابوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ اس لیے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔

فحش کلامی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدنہ بانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں گے۔

جائیداد کی فروخت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی گھریا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کر دے تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان خرید لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یونہی اڑ جائے گا۔

کچھ فحش سے باز رہنا ہے۔ اس قید سے کسی میں گزرا ہے۔ ایک زمانہ منعم دل پر باربہ لازم ہے۔ رحم کھانا بارالم ہے۔ دل پر حالت نہیں ہے۔ دل میں کیوں نہ ہو صبر و تحمل ہے۔ ہمت ہے۔ دل میں فرج و مراد اللہ تسلیم

اسلامی شخصیات

محمد اجتہاد ندوی



امام ابو حامد غزالی

درج ذیل سطروں میں ہم ایک ایسی شخصیت کا تعارف کرائیں گے جو پانچویں صدی ہجری کی سب سے عظیم غیر معمولی ذہین علم و فضل میں نادرہ روزگار، حکمت و بصیرت میں بحر بیکراں اور زہد و تقویٰ اور صلاح میں بے مثال تھی اس کے قلم سیال نے علم و دانش، حکمت و فلسفہ دین و مذہب اور کلام و مناظرہ کے ہر موضوع اور ہر میدان میں موتی اور شہ پارے بکھیرے ہیں۔ اس دور سے لے کر اب تک وہ تنازعہ شخصیت رہی ہے اور مقبولیت و محبوبیت کا اعلیٰ مقام بھی حاصل کیلئے۔ یہ حجۃ الاسلام امام ابو حامد غزالی کی سحرانگیز اور دل فریب شخصیت تھی۔

امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی۔ ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء میں نراسان کے ایک

مشہور شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد بن محمد ایک غریب ناخواندہ شخص تھے، اون کے سوت کا تہ تھے اور طوس میں اپنی ایک چھوٹی سی دکان میں فروخت کرتے تھے نیک اور صالح تھے علماء اور صالحین کا مجلسوں اور وعظ میں شریک ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے آنسو عمر میں انھیں دو بچے عطا کیے۔ ابو حامد اور ابو القوج احمد، مگر یہ دونوں بچے بچپن ہی میں ان کے سایے سے محروم ہو گئے۔ والد نے وفات سے قبل اپنے ایک پڑوسی دوست سے ان دونوں بچوں کی نگرانی کے لیے درخواست کی اور تھوڑی سی پس انداز رقم اخراجات کے لیے انھیں دی مگر جلد ہی یہ رقم ختم ہو گئی۔ اس بہراں دوست نے ان دونوں بچوں

کو ایک مدرسہ میں داخل کر دیا جس میں کھانے اور رہنے کا انتظام تھا۔ امام غزالی نے بارہا اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ ہم نے علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لیے حاصل کیا مگر اس ذات باری تعالیٰ نے اپنے واسطے بنا دیا امام غزالی نے فقہ کی تعلیم ۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۳ء میں شیخ احمد بن محمد ذکوانی سے حاصل کی۔ اس کے بعد جرجان جا کر شیخ ابو القاسم اسماعیل بن سعدہ جرجانی سے پڑھا وہ شافعی مسلک کے امام، محدث اور ادیب تھے، ان کا گھر علماء و صلحاء کا مرکز تھا جرجان سے ۴۷۲ھ میں نیشاپور گئے اور امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی سے علم فقہ اور اصول حاصل کیے۔ امام جوینی کے انتقال کے بعد ملک شاہ سلجوقی کے وزیر نظام الملک طوسی نے ان کے علم و فضل اور وسعت مطالعہ و معلومات کو سن کر انھیں بغداد آنے کی دعوت دی اور بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا منتظم اعلیٰ اور استاد مقرر کیا۔ امام غزالی کی عمر اس وقت تیس برس کی تھی بہت ہی خوش پوشاک، خوش اطوار اور نفاست پسند تھے۔ انھوں نے مدرسہ نظامیہ کو از سر نو منظم کیا

زیادہ مفید اور نتیجہ خیز نصاب تیار کیا اور چند برس میں مدرسہ کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ اپنی تدریسی انتظامی صلاحیت کی وجہ سے بے حد مقبولیت اور شہرت حاصل کی مگر ۲۸۵ھ مطابق ۱۰۹۲ء میں ایک دردناک حادثہ نے ان کی ہمت پست کر دی اور مختلف ورساوس وامراض کے شکار ہو گئے ایک بدنصیب باطنی شیخی نے وزیر نظام الملک کو شہید کر دیا امام غزالی کو اس کا بڑا رنج ہوا۔ چند ہی برس بعد مدرسہ نظامیہ کو خیر باد کہا اور ۲۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء میں حسین شریفین روانہ ہوئے۔ حج کے بعد دمشق بیت المقدس الخلیل اور اسکندریہ کا سفر کیا اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا اور کئی اہم کتابیں تصنیف کیں سب سے زیادہ دمشق میں قیام رہا جامع بنی امیہ کے مغربی مینار کے نیچے چھوٹی سی جگہ میں خاموشی سے اس طرح رہنے لگے کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اسی مینار کے نیچے تنگ و تاریک جگہ میں بیٹھ کر اپنی معرکتہ الاراد اور عظیم الشان کتاب "احیاء علوم الدین" تصنیف کی۔ ایک روز سخت ٹھنڈک سے پریشان ہو کر مسجد کے صحن میں دھوپ کے لیے

بیٹھ گئے۔ مسجد اموی علماء کے درس و تدریس کے حلقوں سے گونج رہی تھی دور سے ایک بدوی آتما ہر آنظر آیا اور وہ باری باری ہر حلقہ درس سے گزرا کچھ پوچھا چہرہ پر نگر و الجھن کے آثار نمایاں رہے واپسی میں امام غزالی کے قریب سے گزرا تو امام غزالی نے دریافت کیا، کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ایک مسئلہ تھا، ہر ایک عالم کے حلقہ میں جا کر معلوم کیا مگر کوئی اسے حل نہ کر سکا۔ اسی الجھن میں ہوں امام غزالی نے اس سے مسئلہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے ان کی شکل و ہیئت دیکھ کر کہا کہ اتنے بڑے بڑے علماء کو بتانہ سکے تم کیا حل کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ تو سہی! اس نے بے پروائی سے اپنا سوال دہرایا امام غزالی نے اطمینان بخش جواب دیا وہ یہ جواب سن کر علماء کے حلقوں کی جانب لوٹا اور کہا کہ آپ حضرات جو مسئلہ نہ بتا سکے اسے اس بے پڑھے نکلے عافی آدمی نے حل کر دیا۔ وہ سب لوگ یہ سن کر حیران ہوئے اور اٹھ کر اس آدمی کے پاس آئے اور پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے اپنے بارے میں کچھ بتانے سے انکار کر دیا تو سب نے قسم دلائی۔ مجبوراً نام بتایا تو سب نے بیک زبان

نعرہ بلند کیا اور انہیں بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مسجد کے اندر لاکر بیٹھا یا اور کلاسے درس دینے کی گزارش کی صبح کو امام غزالی کی تلاش ہوئی تو پتہ چلا کہ رات ہی کو روانہ ہو چکے ہیں۔ ۲۹۹ھ میں بغداد واپس آئے تو نظام الملک کے صاحبزادہ فخر الملک نے نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ میں پڑھانے کے لیے مجبور کیا چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک باطنی شخص نے فخر الملک کو بھی شہید کر دیا امام غزالی اس حادثہ کے بعد اپنے شہر طوس واپس آ گئے اپنے گھر سے قریب ایک مدرسہ قائم کیا اور بقیہ زندگی اسی میں قرآن و حدیث کی تدریس و خدمت اور وعظ و ارشاد میں گزار دی طوس ہی میں ۵۵۰ھ مطابق ۱۱۵۵ء میں انتقال ہوا۔ امام غزالی نے ابتدائی عمر ہی سے تصنیف و تالیف شروع کر دی تھی فقہ اور اصول فقہ سے متعلق ابتدائی کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے اس کے علاوہ ان کی اہم تصنیفات حسب ذیل ہیں: مقاصد الفلاسفہ (۲۸۴ھ) یہ کتاب اگرچہ فلسفہ کے بیان شرح اور وضاحت سے متعلق ہے لیکن دراصل یہ فلاسفہ کے انکار و خیالات کی تردید کے لیے بطور تمہید مرتب کی ہے انہوں نے

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ انہ یہ ممکن ہے اور نہ ہی انصاف کی بات ہے کہ انسان کسی نظریہ یا مذہب کی تردید اس کو بغیر جاننے اور وضاحت کیے ہوئے کرے۔ اسی غرض سے یہ کتاب تصنیف کی اور اس دمج سے بھی کہ الہیات کے بارے میں ان لوگوں کے بیشتر عقیدے باطل ہیں اس کی تردید و نفی ضروری تھی تہاذا الفلاسفہ (۲۸۸ھ) اس کتاب میں فلسفیوں کے انکار و نظریات کی تردید کی ہے اور حق و درست فکر و خیال کی تائید و وضاحت کی ہے۔ (المستظہری: ۲۸۸ھ) باطنی فرقہ کے عقائد و باہم کی تردید و نفی کی ہے۔ الاقتصاد فی الاعتقاد (۲۸۸ھ) علم کلام سے متعلق اعتدال پسند مختصر کتاب ہے۔ احیاء علوم الدین (۲۸۸ھ) کے بعد امام غزالی کی سب سے اہم اور سب سے قیمتی کتاب ہے اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے: عقائد و عبادات، عادات و آداب، مہلک و تباہ کن امور، تعمیری و نجات دہندہ امور۔ ایھا الولد (احیاء کے بعد ۵۰۱ھ) کسی طالب علم نے آخرت کے بارے میں نفع بخش امور کے بارے میں

سوال کیا تو اس کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا۔ المنقذ من الضلال (۵۰۲ھ) اس میں اپنے حالات و کیفیات مفصل طور سے بیان کیے ہیں۔ المستصفی (۵۰۲ھ) علم اصول الفقہ سے متعلق بڑی جامع کتاب ہے۔ الاحیاء العوام عن علم الکلام (۵۰۲ھ) اور ۵۰۵ھ کے درمیان) اس کتاب میں امام غزالی نے سلف کے عقائد و انکار کو مفصل طور پر بیان کر کے اس کی تائید اور اس کے حق ہونے کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

بقیہ دعایا ننگے کا طریقہ

رد نہیں کی جاتیں۔ ایک اذان کے وقت کی دعا اور دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دعا۔ (ابوداؤد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا و نہیں کی جاتی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقفے میں ہم کیا دعا مانگا کریں؟ فرمایا یہ دعا مانگا کرو اللہم انی استئذک العتق والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ حضرت ابو ہریرہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں ان کی قبولیت میں کچھ شک ہی نہیں (۱) اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا (۲) مسافر اور پرہیزگاری کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔ (جامع ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمیوں کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا جب تک وہ بدلہ نہ لے (۲) حج کرنے والے کی دعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔ (۳) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک وہ شہید نہ ہو جائے (۴) بیمار کی دعا جب تک وہ شفا یاب نہ ہو جائے۔ (۵) ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لیے غائبانہ دعا۔ یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دعاؤں میں سب سے جلد قبول ہونے والی دعا کسی بھائی کے لیے غائبانہ دعا ہے۔ (معارف الحدیث)

تربیت اولاد کے

ذریعہ اصول

کا عادی بنا دیا تاکہ تمہاری تربیت
انتقال اور الٰہی اور پابندی قانون
شریعت میں معاون ہو سکے اور اس
طرح وہ بھی آگ سے بچ سکے۔

یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی
اولاد کی اچھی تربیت کرے۔ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
"اذا بوا اولادکم واحسنوا و بہم"
یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس تاکید کے بعد اسلامی
تربیت کے اصول و قواعد بھی بیان
فرما دیے ہیں کہ بروئے کار لانے سے بچنے
سے بچوں کی اچھی فطرت بنے گی اور
آئندہ بھی وہی کامیاب و کامران
ہو گا چونکہ "ہونہار بروا کے چکنے
چکنے پات"

بیوی اور بچے نہ صرف معاون
و مددگار ہوتے ہیں بلکہ آنکھوں کی
ٹھنڈک اور دل کا سرور بھی اس لیے
نیک بیوی اور اولاد صالح کے لیے
قرآن میں یہ دعا سکھاتا ہے "ربنا
هب لنا من اذواجنا و ذریعتنا
قدرۃ اعین و جعلنا للمتقین اماما"
جب بچہ کی پیدائش ہو تو سب
سے پہلے اس کے دائیں کان میں
اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی
جائے تاکہ اس نئی دنیا میں آنے

کے بعد پہلی آواز جو بچہ کی پردہ سماعت
سے نکلے وہ توحید کی پکار اور
عبودیت کا اقرار ہو اس کے تحت قلبی
جو پہلا نقش ابھرے وہ عبودیت
سے عبارت ہوتا کہ شیطان کی
ضرب کاری سے بچ سکے۔ حدیث میں
آتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنها کے گھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کی پیدائش ہوئی تو خود حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت
کافرینہ انجام دیا۔ نیز حضور کا یہ ارشاد
بھی مروی ہے کہ من ولد مولود
فاذن فاذنہ الیٰسفی و اقام فی
اذنہ الیسریٰ لم تضرک ام الصبیان
(رواہ بیہقی) یعنی جس کے گھر کوئی بچہ
پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان
میں اذان اور بائیں کان میں اقامت
کہے دے تو اس کو ام الصبیان کی
بیماری نہیں لاحق ہوگی یا ام الصبیان
اس کو نقصان نہیں پہنچے گا۔

تحنیک: بچہ کی تحنیک کہانی
جائے تحنیک یہ ہے کہ کھجور یا کوئی
میٹھی چیز چبا کر اس کے لعاب کو
نور لود بچہ کے منہ میں ڈال دیا جائے
تاکہ بچہ کو منہ کی حرکت دے اس طرح
اسے فی الفور کچھ قوت بھی ملے گی اور
آئندہ دودھ پینے میں بھی آسانی

ہوگی یہ عمل کسی ایک سیرت انسان سے
کرانا چاہیے چونکہ حضرت ابو موسیٰ
اشعری صحابی رسول کے گھر جب کسی
بچہ کی پیدائش ہوئی تو وہ اس بچہ
کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کھجور کے ذریعہ
اس کی تحنیک فرمائی اس کا نام ابراہیم
رکھا پھر عاقرمہ بچہ کو لوٹا دیا۔

(بخاری مسلم)
حلقہ ساتویں دن بچے کا سر منڈوایا
جائے اور اس کے بقدر چاندی خیرات
کرنا چاہیے حضرت انس رضی اللہ عنہ
نے مروی ہے کہ حضرت حسن و حسین
رضی اللہ عنہما کی پیدائش کے ساتویں
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کے سر کو منڈوانے کا حکم دیا
پھر اس کے بال کے بقدر چاندی
صدقہ فرمایا اس طرح بچے کا سر ہلکا
ہونے کی وجہ سے اس کے قوت
حاصل ہوگی جو اس عمر میں قوت
حسن کا اصنافہ ہو گا نیز اس کے ذریعہ
غریب و فقرا کی امداد ہوگی جس کے اچھے
اثرات بچہ پر مرتب ہوں گے۔

تسمیہ: اس کا دن نام بھی رکھنا
چاہیے تاکہ اب اس کے ذریعہ تعارف
ہو سکے۔ نام کے متعلق یہ بات ملحوظ

رہے کہ نام اسلامی طرز کا ہو غیر اسلامی
یا فرشتہ ایبل طرز کا نہ ہو چونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے انکم
مت دعون یوم القیامۃ باسمائکم
و باسماء ابائکم فا حسنوا اسمائکم
(البوداؤد) قیامت کے دن تم لوگ
اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے
بلائے جاؤ گے اس لیے اچھا نام
رکھو۔ دوسری حدیث میں حضور کا یہ
ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک سب سے بہتر نام عبد اللہ
و عبد الرحمن ہے اس لیے وہ نام زیادہ
بہتر ہیں جن سے عبودیت کا ظہور ہو۔
نیز ناموں کے معانی کا بھی خیال ہو
ورنہ آج کل ایسے سوڈرن نام رکھے
جا رہے ہیں جو یا تو سہل ہیں یا معنی
لیتے ہوئے غم آئے۔

حقیقہ: ساتویں دن عقیقہ کرنا
بھی سنت ہے اگر حیثیت رکھتا ہو
تو ساتویں دن بچہ کی طرف سے دو
بکرے اور بچی کی طرف سے ایک بکرا
قربان کرے۔ اگر ساتویں دن میسر نہ
ہو تو بعد میں بھی کرے۔ صرف اتنا
خیال رہے کہ وہ دن بچہ کا ساتواں
دن ہو۔ یہ اس طرح معلوم ہو گا کہ جس
دن بچہ کی پیدائش ہوئی ہے اس
سے پہلے والے دن میں عقیقہ کرے

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی
شخصیت کی تعمیر میں سب سے بڑا
کردار اس کے والدین کا ہوتا ہے
چونکہ روز اول سے لے ہی اس کی
نگہداشت کرتے ہیں۔ بچہ کی محبت میں
پریشانیوں کو بخوشی جھیلنے ہیں اس کی
راحت و آرام کی خاطر اپنی راحت و
آرام کو بچ دیتے ہیں اور اپنی ساری
مصیبتیں بھول جاتے ہیں خصوصاً ماں
اپنے لخت جگر کے لیے ہر چیز قربان
کر دیتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے
والدین کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا
ہے آخرت میں اس کا بدلہ تو ملے گا ہی
دنیا کی سرفرازی بھی دیکھئے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے ولا تقل لہما اوت
دلتہما و قتل لہما تو لا کریمیا
ماں کی بے انتہا قربانی و جانفشانی

یہ اس کا ساتواں دن ہوگا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرایا ہے الغلام مرتین بعقیقہ مذبوح عنہ یوم السابع ویسعی ویحلق راسہ (ترمذی اول) یعنی ہر بچہ عقیقہ کے ساتھ رہن کی طرح ہوتا ہے ساتویں دن قربانی کرنا چاہیے اس کی طرف سے اس کا نام رکھنا چاہیے اور اس کا سر منڈوانا چاہیے۔ عقیقہ کے سلسلے میں یہ ملحوظ رہے کہ اسلامی شریعت میں صرف جانور کی قربانی مطلوب ہے اس کے علاوہ جو چیز ہمارے معاشرے میں رائج ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ایک سے بھی کام چل جائے گا۔

خفقہ: خفقہ کرنا سنت ہے اس لیے بچہ جب تھوڑا بڑا ہو جائے تو خفقہ کرنا چاہیے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ بچپن ہی میں خفقہ کر دیا جائے تاکہ تکلیف بھی کم ہوگی اور ایسے برداشت بھی کر لے گا۔ اس کا نام دہ یہ ہوگا کہ جب بچہ جو بلبغ کو پار کر چکا تو وہ مختون ہوگا۔ اور خود کو فطرت اسلامی کے مطابق پالے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں

دن خفقہ کر دیا اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا۔ (بیہقی)

خفقہ اسلامی شعار ہونے کے ساتھ بڑے فوائد کا حامل ہے اس سے جسمانی و طبی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ خصوصاً بدن کی نظافت، شہوت میں اعتدال، کینسر کے امکان سے حفاظت اور دیگر مہلک جنسی بیماریوں سے بچاؤ ہوتا ہے۔

ان امور و شرائع اسلامی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذہب اسلام نے بچوں کی تربیت اور اس کی صحیح تعمیر و تشکیل کے لیے کتنا زور دیا ہے اور کس طرح والدین کو پابند کیا ہے کہ روز اول سے اس پر خصوصی دھیان دیں تاکہ بچوں کی تربیت حسن طریقے سے ہو سکے۔ جس کے نتیجے میں بچوں کے دل میں والدین سے محبت اس کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور استقبال میں ملک و ملت کا نام روشن کرے گا۔

اس لیے تربیت اولاد کے نقطہ نظر سے بچوں کے سامنے ہر اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے بچوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو کسی بھی صورت میں ہر اشکالاً اگر کوئی عمل فی نفسہ مستحسن ہے لیکن بچوں

کے شعور اور اس کی یاقوت و بھجھ کے اعتبار سے نامناسب ہے تو اس سے پرہیز بھی بہتر ہے خصوصاً اس کے سامنے دروغ بانی، غیبت، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا سے بہت زیادہ اجتناب کرنا چاہیے ورنہ اس کے اندر بھی یہ بری عادتیں پیدا ہوں گی۔ نیز بچوں کے ساتھ امتیازی سلوک برتنا بالکل صحیح نہیں ہے چونکہ اسے احساس کتری کا شعور پیدا ہوتا ہے اور خود کو سب سے گھٹیا تصور کرنے لگتا ہے۔ انسانیت کی اس دکھتی رنگ کو پکڑتے ہوئے حضور نے صاف اعلان فرمادیا کہ مَنْكَ كَانَتْ لَهٗ اَسْتِثْنَا فَلَمَّا يَسِدْهَا وَلَمْ يُوَثِّرْ وَلَدَهُ عَلَيْهِمَا ادْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ (ابوداؤد) یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد اناث سے نوازا ہو پھر وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اولاد زکور کو اس پر ترجیح نہ دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

تربیت کے لحاظ سے یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ فوراً کسی حکم پر عمل کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے اس لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ نماز وغیرہ کی عادت (باقی صفحہ ۲۶ پر)

والا نایسا زور لیں شاہ

دین اکبری کے تعاقب میں

۱۵ سو میں صدی کا آخری زمانہ ہے تمام عالم کفر و شرک کی تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔ مسلم ممالک پر دین سے لاتعلقی اور شرک و بدعت کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ خصوصاً ہندوستان میں تیسرے نعل بادشاہ اکبر اعظم کی سلطنت میں بے دین لوگوں نے غلبہ حاصل کیا ہوا ہے اور بادشاہ کو بے دین کرنے میں پوری قوت صرف کی جا رہی ہے۔ بادشاہ وقت بے علمی اور سیاسی مصلحت کے باعث لمبھوں، مشرکوں اور بدعتیوں کی جماعت میں گھرا ہوا ہے۔ خود غرض اور خوشامدی لوگوں نے اس کا اعاطہ کیا ہوا ہے۔ دین الہی کے نام سے ایک لادین مسلک کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ اکبر بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے اللہ اکبر کا مطلب یہ بتایا گیا ہے کہ اکبر اللہ

ہے۔ جاہل صوفیوں، ہندوؤں، عیسائیوں، بدعتیوں اور علمائے سونے اکبر کو خوش کرنے اور اسلامی عقائد و عبادات کو مسخ کرنے کے لیے ایسی تو جہیات پیش کی ہیں جن سے الحاد و بے دینی کو فروغ ہوتا ہے۔ علمائے حق دم بخود ہیں کہ اس سیلاب الحاد و گمراہی کو کس طرح روکا جائے۔ ایسے پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کو پیدا فرمایا تاکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو اور اس کی ترویج و تازگی لوٹ آئے۔

اکبر بادشاہ نے غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لیے ایسا نظام حکومت قائم کیا تھا جو اسلامی روایات کے سراسر خلاف تھا۔ یہ دراصل غیر مسلم درباریوں اور بدعمل مسلمان عالموں کی ایک مشترکہ

سازش تھی اس کا اگر اس وقت سدباب نہ کیا گیا ہوتا تو پھر کفر و گمراہی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا نہایت ہی مشکل ہو جاتا۔ اگرچہ اس زلزلے میں علمائے حق اور صوفیائے بامعنا کی بھی کافی تعداد موجود تھی جو اپنی بہت و ملاقات کے مطابق اس لادینی اور گمراہی کا مقابلہ کرتے ہوئے خود بھی دین حق پر قائم تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین و تبلیغ کرتے رہتے تھے لیکن گمراہی کے اس سیلاب کو روکنے کے لیے جو بہت سی آگے بڑھی اور جس نے اسلامی افکار و نظریات کو برقرار رکھنے کے لیے پوری پوری کوشش کی وہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی تھے۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان اٹھنے پر وقت کیا جس کو خبردار آپ کا اسم گرامی شیخ احمد ہے۔ نیا فاروقی ہیں۔ والد ماجد کا اسم گرامی مخدوم عبدالاحد ہے جو اپنے وقت کے جید عالم اور کامل شیخ طریقت تھے۔ آپ سرتاج اولیا حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے مرید محبوب اور ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین گنگوہی قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت پایا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی پیدائش

شب جمعہ ۱۳ شوال ۹۷۱ھ مطابق ۶۱۵۶۲
 کو ریاست پٹیالہ کے قبضے سرہند میں
 ہوئی۔ اسکی نسبت سے آپ کو سرہندی
 کہتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے
 والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر اپنے قبضے
 کے دو سر جید عالموں سے علم
 حاصل کیا۔ قرآن مجید کم عمری میں ہی حفظ
 کر لیا تھا۔ مزید تعلیم کے لیے سیالکوٹ
 تشریف لے گئے اور وہاں کے مشہور
 استادوں سے علم حاصل کیا جن میں
 شیخ یعقوب کشمیری اور مولانا کمال
 الدین کشمیری خاص طور پر قابل ذکر ہیں
 مولانا کمال الدین کشمیری کے درس
 میں علامہ سعد اللہ جو بعد میں شاہ جہاں
 بادشاہ کے وزیر اعظم ہوئے اور مولانا
 عبد الحلیم سیالکوٹی جو علم کلام، منطق،
 فلسفہ، تفسیر اور حدیث میں بہت شہرت
 رکھتے تھے حضرت مجدد کے ہم سبق
 تھے حضرت موصوف کو سب سے پہلے
 مجدد الف ثانی کا لقب دینے والے
 مولانا عبد الحلیم سیالکوٹی ہیں چنانچہ
 انھوں نے ایک خط میں حضرت موصوف
 کو امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی
 کے القاب سے خطاب کیا اور یہ القاب
 ایسے مشہور و مقبول ہوئے کہ تمام
 اکابر و عامۃ الناس آپ کو اصلی
 نام کی بجائے ان ہی القاب سے یاد

کرتے چلے آئے ہیں اور ہمیشہ یاد
 کرتے رہیں گے۔
 آپ سترو سال کی عمر میں تمام علوم سے
 نارغ ہو گئے تھے اور اپنے آبائی
 قبضے میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع
 کر دیا تھا۔ اس زمانے میں اکبر آباد (آگرہ)
 اکبر بادشاہ کا پایہ تخت اور ہندوستان
 کا دار الخلافہ تھا اس لیے علماء و فضلاء
 کا مرکز و مرجع تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی
 بھی آگرہ تشریف فرما ہوئے اور چند
 ہی روز میں آپ کے علم و فضل کی
 ایسی شہرت ہوئی کہ بڑے بڑے
 علماء حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند
 آپ سے حاصل کرنے میں اپنی سعادت
 سمجھتے اور آپ کی شاگردی پر فخر
 کرنے لگے۔ علماء و فضلاء آپ کو اپنے
 زمانے کا مجتہد مانتے اور آپ سے
 فیض حاصل کرتے تھے۔ ابو الفضل
 اور فیضی سے بھی آپ کی شناسائی
 ہوئی اور ملاقات کا طویل سلسلہ قائم
 رہا اس طرح آپ کو ان لوگوں سے
 فتنہ اکبری کے اسباب و عوامل کے
 سمجھنے کا خوب موقع ملا اور آپ نے
 ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے
 اپنے آپ کو بتدریج خوب اچھی طرح
 تیار کر لیا۔ ابھی آپ آگرہ میں جوانی
 کے ایام بسر کر رہے تھے کہ آپ کے

والد ماجد وہاں تشریف لے آئے اور
 حضرت موصوف کو اپنے ہمراہ واپس
 سرہند لے گئے راستے میں جب تھانیر
 سے گزر ہوا تو وہاں کے رئیس شیخ
 سلطان نے جو علماء و فضلاء میں ممتاز
 اور اکبر بادشاہ کے مقربین میں سے
 تھے خراب میں حضور انور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے
 مطابق اپنی صاحبزادی کا عقد حضرت
 مجدد الف ثانی سے کر دیا۔ یہ تقریب
 غالباً ۹۹۸ھ میں انجام پائی اور آپ
 اپنی اہلیہ محترمہ کو ہمراہ لے کر سرہند تشریف
 لے آئے اور یہاں کے قیام کے دوران
 اپنے والد ماجد حضرت مخدوم قدس سرہ
 سے باطنی کمالات حاصل کرتے رہے
 یہاں تک کہ آپ کے والد بزرگوار نے
 آپ کو سلسلہ سہروردیہ چشتیہ قادریہ وغیرہ
 کا خرقہ خلافت عنایت فرما کر اپنا قائم
 مقام اور جانشین مقرر کر دیا۔
 آپ کے والد ماجد نے ۱۰۰۷ھ میں دارفانی سے رحلت فرمائی
 تو حضرت مجدد سنہ ۱۰۰۸ھ میں حرمین
 شریفین کی زیارت اور حج کے ارادے
 سے روانہ ہوئے جب دہلی پہنچے تو
 وہاں کے علماء و فضلاء ملاقات ہوئی
 جن میں مولانا حسن کشمیری بھی تھے جو

حضرت مجدد کے پرانے دوست اور
 حضرت خواجہ محمد باقی بائند قدس سرہ
 کے مرید و مخلص تھے ان کی تحریک پر
 حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے اور ان کی خواہش پر وہاں ایک
 ہفتے کے قیام کا ارادہ کیا۔ چونکہ آپ
 اپنے والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ
 کی بہت تعریف و ترغیب بارہا سن
 چکے تھے اور اس سلسلے کے کسی بزرگ
 کی جستجو بھی تھی اس لیے ابھی یہاں کے
 قیام کو دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت
 خواجہ کے بیعت ہو گئے حضرت خواجہ
 کی مہمانی چھوڑ کر ان کی درباری اختیار کی۔
 رفتہ رفتہ یہاں کا قیام ڈھائی ماہ تک
 طویل ہو گیا حضرت خواجہ نے آپ کو
 کامل و مکمل پاکر پاکر نسبت خاصہ اور
 خلافت و اجازت کاملہ مطلقہ سے سرفراز
 فرما کر اپنے چند طالبان ماسدق کے ہمراہ
 رخصت فرمایا۔

سنہ ۱۰۰۸ھ میں اپنے گھر کے قریب
 ایک مسجد مردان غذا تعمیر کی یہی وہ مبارک
 مسجد ہے جہاں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
 مجددیہ کی نہریں بدخشاں و ماوراء النہر
 اور تمام عالم اسلام میں جاری ہوئیں
 اسی مبارک مسجد کی خاک پر بیٹھ کر
 ایک مرد خدا گاہنے اکبر بادشاہ کی
 ملاقات تو توں کو شکست دی۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی
 قدس سرہ ایک ایسے پدائشوب دور
 میں اسلام کے حامی بن کر کھڑے
 ہوئے جب کہ شجر اسلام کی شاخوں
 ہی کو نہیں بلکہ جڑوں کو بھی کاٹنے کے
 لیے متعدد قسم کے تیشے چل رہے
 تھے۔ عہد نبوت کو گزرے ایک ہزار
 سال کا زمانہ ہو چکا تھا اور اسلام کی
 عمر کے دور سہ ہزارویں سن کا آغاز
 تھا اسلام کے دشمن ایک منظم
 سازش میں لگے ہوئے تھے دشمنوں
 کے حملے کسی ایک سمت سے نہیں بلکہ
 چاروں سمت سے ہو رہے تھے
 ایک طرف بدعتیوں کا گروہ تھا دوسری
 طرف ملحد و بے دین صوفیوں کی جماعت
 عقائد اسلام کی صورت بگاڑنے میں
 مصروف تھی تیسری جانب اکابرین
 اسلام پر طعن و ملامت کے تیر چلایا
 جا رہے تھے اور چوتھی جانب ہنود
 و نصاریٰ وغیرہم باطل مذاہب نے
 احکام اسلام کو منسوخ کرانے پر کمر بست
 باندھ رکھی تھی ان تمام گروہوں نے
 آپس میں گٹھ جوڑ کر رکھا تھا اور دربار
 شاہی میں اتنا اثر و رسوخ حاصل کر لیا
 تھا کہ بادشاہ وقت جلال الدین اکبر
 جو ابتدائے عہد میں علماء و مشائخ کی صحبت
 میں رہ کر صحیح العقیدہ مسلمان بن گیا تھا

نہ صرف اسلام سے منحرف ہو گیا بلکہ کفر
 کے احکام و رسوم کو بڑی شد و مد سے
 رائج کرنے لگا ظاہر ہے کہ جب سلطنت
 کا دل یعنی بادشاہ ہی بگڑ جائے تو
 جسم یعنی سلطنت کیسے درست رہ سکتی
 ہے۔ بد عقیدہ و بد عمل عالموں اور صوفیوں
 کا عمل دخل عروج پر تھا علماء حق اور
 صوفیائے باصفا کسپر ہی کی زندگی بسر
 کرنے پر مجبور تھے۔ بے چارے عوام
 کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور مورخین کی
 تحریروں سے اکبر کے دور کی جن برائیوں
 کا پتہ چلتا ہے وہ مختصر ایہ ہیں کہ مسلم
 لوگ اسلام سے عناد رکھتے تھے حکومت
 اسلام دشمنی اور حضور انور صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اسم مبارک کو ترک کرنے
 پر تلی ہوئی تھی اسلام کے ارکان منہدم
 کیے جا رہے تھے کافروں کی رسوم کو
 جاری کیا جا رہا تھا۔ مسجدوں اور
 مقبروں کو توڑا اور شرع کے پابند
 علماء و صوفیاء کو قتل کیا جا رہا تھا۔ کوچہ
 و بازار میں بر ملا اسلام پر طعن کیا
 جاتا تھا حکمت و مصلحت کو نبوت
 کا حاصل سمجھ لیا گیا تھا۔ بدعات کی
 عام تردیح مشرکانہ رسوم کا عام
 ارتکاب شد و مد سے ہو رہا تھا
 ملحد و بے دین صوفیوں کی جماعت

عقائد اسلام کو بگاڑنے میں مصروف تھے علمائے سودین کو مسخ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اکبر کی وفات کے بعد جب جہانگیر تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد نے اصلاح کا کام شروع کیا۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ نے اپنی تمام زندگی علمی جہاد میں گزاری۔ آپ کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ جہانگیر کے نظام حکومت پر اسلامی رنگ غالب آجائے اور اکبری فتنوں کا اعادہ نہ ہو۔ آپ نے اپنی سیاسی بصیرت کے پیش نظر ایک ایسا موثر طریقہ اختیار کیا کہ جس سے آپ بالواسطہ جہانگیری دربار پر حاوی ہو گئے۔ دربار کے متنازراکین آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ جہانگیر بادشاہ نے دین اسلام کے مخالفین کے شوروں سے حضرت مجدد کو اپنی سلطنت کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے سجدہ تعظیمی نہ کرنے کے پہلے گوالیار کے قلعے میں محبوس کر دیا۔ آپ ایک سال یہاں بندھے رہے لیکن تبلیغ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا۔ جب بادشاہ کو ان کی برات کا علم ہوا تو معذرت چاہی اور ہاکر کے اپنے ساتھ شاہی نوج میں تین سال دس چھ ماہ تک رکھا اس طرح آپ کو

بادشاہ درباروں اور اس کے لشکر کی اصلاح کے لیے خوب مواقع میسر آئے۔ آپ کی کوشش و برکت سے اسلام تروتازہ ہوا۔ شرک بدعت کا قلع قمع ہو گیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اصلاح خاطر خواہ ہوئی۔ عالم گیر بادشاہ پر آپ کے صاحبزادوں اور پوتوں کی تربیت سے خوب اسلامی رنگ پڑھا اور ظاہر و باطن کی اصلاح ہوئی۔ تمام ہندوستان و انغانستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں آپ کی تبلیغ پہنچی۔ آخر آپ ۲۸ صفر سنہ ۱۰۲۴ھ کو سرہند شریف میں اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ آپ کی قبر سرہند شریف کے اسٹیشن سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔

خدا رحمت کن دایں عاشقان پاک طینت را
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

حضور مجدد الف ثانیؑ
کی تعلیمات

اس دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد اہل دنیا کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کی طرف بلانا، دین حق کی صحیح تعلیم سے آشنا کرنا

دین کے اندر پیدا شدہ بدعات اور گمراہیوں کو مٹانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنا اور تصوف کے اندر داخل شدہ نظریات و اعمال کی اصلاح کرنا تھا۔ آپ کے مقصد حیات کو جاننے کے لیے آپ کی تعلیمات کا جاننا ضروری ہے جو آپ کے مکتوبات گرامی کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ مکتوبات علوم شرعیہ اور تصوف کے اسرار و غوامض کا بحر عمیق اور بے بہا مخزن ہیں جن میں احکام شرعیہ کی اہمیت و ترویج سنت کی پیروی اور بدعات سے بچنے پر جا بجا زور دیا گیا ہے۔ شریعت کے اسرار و معانی اور تصوف کے رموز و حقائق کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات عالیہ میں متعدد جگہ عقائد کی تصحیح کے بارے میں مکتوب نمبر ۱۱۱ و فتراول میں تحریر فرماتے ہیں کہ توحید سے مراد یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہونے سے بالکل خالی ہو جائے جب تک دل ماسوائے خدا تعالیٰ میں گرفتار ہے اگرچہ بہت تھوڑا ہی سا ہر وہ شخص توحید والوں میں نہیں ہے۔ الخ۔ مکتوب نمبر ۶۳ و فتراول

میں فرماتے ہیں "تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متفقہ تعلیمات میں سے ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور کوئی مخلوق کسی دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا رب نہ بنائے۔ انبیائے کرام اور رسولوں کی بعثت کے بارے میں مکتوب نمبر ۶ و فتراول میں تحریر فرماتے ہیں "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں تاکہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور گمراہی سے نکال کر صحیح راستے پر لگائیں جو شخص ان کی دعوت قبول کرے اس کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور جو کوئی انکار کرے اس کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔" مکتوب نمبر ۶۳ و فتراول میں فرماتے ہیں "یہ بزرگواران یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اصول دین میں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، حشر و نشر پیغمبروں کے بھیجنے، فرشتوں کے نازل ہونے، وحی کے وارد ہونے، جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذاب کے دائمی ہونے وغیرہ جملہ امور کے بارے میں ان کا کلام واحد ہے۔ الخ۔" مکتوب نمبر ۱۱۱ و فتراول میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میں تحریر فرماتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں تمام مخلوقات سے افضل و اکمل مرتبے میں سب سے زیادہ جامع، جمال میں سب سے زیادہ کامل، حسن میں سب سے زیادہ اکمل، قدر میں سب سے زیادہ عظمت والے دین میں سب سے زیادہ مضبوط، ملت میں سب سے زیادہ راست، نسب میں سب سے زیادہ کریم و شریف، نسب میں سب سے زیادہ بزرگ اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ فرماتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا الخ۔" مکتوب نمبر ۶۳ و فتراول میں تحریر فرماتے ہیں "تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا دین تمام گزشتہ دینوں کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب قرآن مجید تمام گزشتہ کتابوں سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت منسوخ نہیں ہوگی بلکہ قیامت تک باقی رہے گی الخ۔" مکتوب نمبر ۲۴۸ و فتراول میں فرماتے ہیں "کوئی قبیح شخص خواہ وہ افضل الرسل کا اتباع کرنے والا ہی کیوں

نہ ہو کسی نجات کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ وہ سب سے کم درجے کا نبی ہو۔" فرشتوں، آسمانی کتابوں، قدرتی قیامت کے روز زندہ کیے جانے، یوم آخرت کے حساب کتاب، جزا و سزا، جنت و دوزخ کے متعلق تفصیلات بھی آپ کے مکتوبات میں درج ہیں۔ اتباع شریعت کو مدار نجات قرار دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۲۴۸ و فتراول میں تحریر فرماتے ہیں "آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی کامیابی سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر منحصر ہے اس لیے کہ بندہ آپ کی پیروی کرے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔" نیز مکتوب نمبر ۴۲ و فتراول میں فرماتے ہیں "نجات کا طریق اور عذاب الہی سے بچنے کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔" شریعت کی جامعیت کے بارے میں مکتوب نمبر ۳۶ و فتراول میں تحریر فرماتے ہیں "شریعت کے تین جز ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جز متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگی تو گویا حق تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوگی جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں

سے بڑھ کر ہے۔ پس شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی کفیل ہے اور کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی جس کے لیے شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت حقیقت جس کے ساتھ حضرات صوفیائے کرام متاثر ہوئے وہ شریعت کے تیسرے حزاخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے اس کے علاوہ اور کئی امر نہیں ہے۔

آپ نے بدعات سے بچنے اور ان کو مٹانے کے لیے متعدد مکتوبات میں نہایت مؤثر انداز میں تاکید اور بدعت کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ مکتوب نمبر ۲۶ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں سنت منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رونق کو دین میں پیدائش سے ہی امور کی کدورتوں نے ضائع کر دیا ہے پھر اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ دین میں جاری کی ہوئی ان باتوں کو امور مسخسہ سمجھتے ہیں اور بدعتوں کو حسد خیال کرتے ہیں اور ان سے دین ملت کی تکمیل تلاش کرتے ہیں اور ان کے بجالانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ آمین۔ مکتوب

نمبر ۲۲ دفتر دوم میں تحریر فرماتے ہیں "اب وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پروڈ والا جو اسے عہد نبوت سے دوری کے باعث سنت پوشیدہ ہو گئی ہے اور جھوٹ کے پھیل جانے کی وجہ سے بدعت جلوہ گر ہو گئی ہے اب ایک ایسے جوان مرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو گرانے کے باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان آپ نے سنا ہو گا کہ "جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرنے میں مدد دی" ارکان اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ حج کے بارے میں بھی متعدد وجہ تہ تکید اور ضروری مسائل و شہادت درج ہیں چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں: "بچہ وقتہ نماز کو تعدیل ارکان میں کھانسی کے بغیر جماعت سے ادا کرنا چاہیے کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان نماز ہی کا فرق ہے۔"

مکتوب نمبر ۱۷ دفتر اول میں فقرا کے لوازمات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "ہم فقرا پر لازم ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و محتاج اور عاجز جانیں ہمیشہ اس کے حضور منت و زاری اور التجا کرتے رہیں بندگی کے وظائف بجا لاتے رہیں حدود شریعیہ کی حفاظت اور سنت منورہ کی متابعت کرتے رہیں ہر نیک عمل کرتے وقت اپنی نیت کو درست رکھیں اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ماسوائے پاک اور اپنے ظاہری اعضاء کو شریعت کے تابع رکھیں اپنے عیبوں پر نظر رکھیں اور خود کو گناہوں میں گھرا ہوا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرتے رہیں اور اپنی نیکیوں کو اگرچہ وہ بہت ہوں ہمیشہ کم خیال کریں اور اپنے گناہوں کو اگرچہ وہ تھوڑے ہوں زیادہ سمجھیں لوگوں میں اپنی شہرت و مقبولیت سے لرزتے اور ڈرتے رہیں۔"

آپ کی بعض تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں حلال و حرام، فرض و واجب، سنت و مستحب، مباح و مکروہ اور مشتبہ کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کریں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد شریعت کے مطابق ادا کرتے رہیں خصوصاً بندوں کے حقوق ادا کرنے میں بہت ہی کوشش کریں ان کا دنیا میں ادا کرنا آسان ہے آخرت میں بہت دشوار معاملہ ہو گا۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کی ضروریات کے لیے جائز کاروبار کریں باقی وقت کو ذکر الہی میں مشغول رکھیں فضول صنائع نہ کریں، اپنے نیک عملوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے رہیں دیندار اور پابند شریعت لوگوں سے میل جول رکھیں بے دین لوگوں سے بلا ضرورت نہ ملیں مصائب و تکالیف میں صبر کریں تقدیر الہی پر راضی رہیں اور دعا و توبہ استغفار کرتے رہیں اہل حق علماء صلحاء و فقرا کا ادب و تعظیم کرتے رہیں وقت کو بیکار باتوں یا کاموں میں ہرگز ضائع نہ کریں عورتوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہیں تاکہ وہ شریعت کی پابند ہو جائیں وغیرہ وغیرہ نوجوانوں کے لیے تحریر فرماتے ہیں کہ جوانی کے زمانے کو غنیمت جان کر شریعت کا علم حاصل کرنے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنے میں مشغول رہیں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ یہ قیمتی عمر بے فائدہ امور میں صرف نہ ہونے پائے اور کھیل تماشوں میں برباد نہ ہو جائے اور بھی بہت سی نصیحتیں اور اصلاحی مضامین آپ کے مکتوبات میں موجود

ہیں غرض یہ کہ آپ کے مکتوبات گرامی بے بہا تالیف علمی جو اس بات کا ایک ضخیم مجموعہ اور گنج گراں مایہ ہیں چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں اب آپ خود اصل مکتوبات گرامی کا مطالعہ کر کے استفادہ کریں ہر قسم کو چاہیے کہ ان کو اپنالاکر عمل بنا کر دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں۔

بقیہ: تہ بیت اولاد شروع سے لگایا جائے اور دوسرے اعمال نما بھی اسے ساتھ رکھا جائے تاکہ اس کی اجنبیت دور ہو جائے اور بعد میں خوش دلی سے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہو سکے اسلامی طرز تہ بیت کو بیان کرتے ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر کے بعد اگر نہ پڑھے تو مارو (المحدث)

اسی طرح بچوں کو سمجھانے کی یا ان پر زبرد تو بیخ کرنے کا رویہ بھی بچوں کی نفسیات کے مطابق ہونا چاہیے اور اچھے پیرائے میں شفقت و محبت کے ساتھ اس کی اصلاح کرنی چاہیے تاکہ مزاج میں ضد اور امرار کی صفت نہ پیدا ہو سکے۔

ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر بچوں کی تربیت کی جائے اور ہر معاملہ میں تربیت کو مقدم رکھا جائے تو انشاء اللہ عزم جواں کے ساتھ سلامت نکلے اور علو ذہن سے سرفراز ہو گا اور دنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت میں کامران ہو گا۔

بقیہ: سوال جواب

س: اگر کان میں پانی چلا جائے تو روزہ ناسد ہو گا یا نہیں؟
ج: کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ دوا یا تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔ (مہندس ۲۰۴)

ابو الیوسف سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑ رکھے۔ وہ دونوں میں تو یہ اس طرف منہ پھیرے اور وہ اس طرف منہ پھیرے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری و مسلم)

سوال و جواب

س: تراویح کی نماز صرف مردوں کے لیے سنت مودکہ ہے یا عورتوں کے لیے بھی سنت مودکہ ہے۔

ج: دونوں پر سنت مودکہ ہے۔

(شامی ۱-۵۲۰)

س: تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر مسجد میں مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

ج: صورت مسؤلہ میں اگر کوئی شخص

اپنی خوشی سے مٹھائی تقسیم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کے لیے مسجد کی وقف رقم استعمال کرنا یا چندہ کرنا درست نہیں ہے۔

س: تراویح کی دوسری رکعت میں تعدہ کرنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: تراویح میں دوسری رکعت پر تعدہ کرنے کے بجائے گھر پر گیا تو اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے

سے پہلے یاد آجائے تو اسے چلے کر بیٹھ جائے اور سجدہ ہو کر کے اس بھول کی تلافی کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آیا ہو تو جو تھی رکعت بھی ملا لے اور سجدہ سمہو کر کے سلام پھیر دے مگر یہ چار رکعت صرف دو رکعت شمار ہوں گی۔ (مندیہ ۱-۱۱۸)

س: تراویح میں امام صاحب نے تقریباً نصف رکوع کی قرائت بھولے سے ترک کر دی بعد میں اسے یاد آ گیا اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس چھوٹے ہوئے حصہ کو پڑھنے کے بعد وہ ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ کرے یا جہاں تک پڑھ چکا ہے اس

س: اگر کسی عورت کو عمل کی وجہ سے شدت سے تکلیف ہو اور وہ رمضان کا روزہ رکھے ہوئے ہو تو کیا اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہوگا؟ اور روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہوگا یا قضاء کافی ہوگی؟

ج: اگر روزہ نہ توڑنے سے عورت یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہو تو روزہ توڑنا جائز ہوگا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا اس طرح کا خطرہ نہ ہو تو روزہ توڑنا ناجائز ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔ (مندیہ ۱-۲۰۶)

س: اگر مسجد میں استنجا خانہ نہ ہو تو کیا قضا حاجت کے لیے اپنے گھر کے بیت الخلاء میں جانا مستکنف کے لیے جائز ہوگا؟

ج: صورت مسؤلہ میں وہ اپنے گھر کے استنجا خانہ میں جاسکتا ہے اس سے اعتکاف ناسد نہیں ہوگا (مندیہ ۱-۲۱۲)

کے آگے پڑھے؟
ج: مستحب یہ ہے کہ چھوٹے ہوئے حصہ کو پڑھنے کے بعد ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے پڑھے ہوئے حصہ کا بھی اعادہ کر لیا جائے۔

(مندیہ ۱-۱۱۸)

س: اگر کسی عورت کو عمل کی وجہ سے شدت سے تکلیف ہو اور وہ رمضان کا روزہ رکھے ہوئے ہو تو کیا اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہوگا؟ اور روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہوگا یا قضاء کافی ہوگی؟

ج: اگر روزہ نہ توڑنے سے عورت یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہو تو روزہ توڑنا جائز ہوگا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا اس طرح کا خطرہ نہ ہو تو روزہ توڑنا ناجائز ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔ (مندیہ ۱-۲۰۶)

س: اگر مسجد میں استنجا خانہ نہ ہو تو کیا قضا حاجت کے لیے اپنے گھر کے بیت الخلاء میں جانا مستکنف کے لیے جائز ہوگا؟

ج: صورت مسؤلہ میں وہ اپنے گھر کے استنجا خانہ میں جاسکتا ہے اس سے اعتکاف ناسد نہیں ہوگا (مندیہ ۱-۲۱۲)

س: اگر کسی عورت کو عمل کی وجہ سے شدت سے تکلیف ہو اور وہ رمضان کا روزہ رکھے ہوئے ہو تو کیا اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہوگا؟ اور روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہوگا یا قضاء کافی ہوگی؟

ج: اگر روزہ نہ توڑنے سے عورت یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہو تو روزہ توڑنا جائز ہوگا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا اس طرح کا خطرہ نہ ہو تو روزہ توڑنا ناجائز ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔ (مندیہ ۱-۲۰۶)

س: اگر مسجد میں استنجا خانہ نہ ہو تو کیا قضا حاجت کے لیے اپنے گھر کے بیت الخلاء میں جانا مستکنف کے لیے جائز ہوگا؟

ج: صورت مسؤلہ میں وہ اپنے گھر کے استنجا خانہ میں جاسکتا ہے اس سے اعتکاف ناسد نہیں ہوگا (مندیہ ۱-۲۱۲)

بقیہ: اپنی بہنوں سے

عصمت و عفت سے کھیلا جاتا رہے، کیا ان کی حیثیت اتنی رہ گئی ہے کہ ان کو تفریح کا سامان بنایا جائے اور ان کی عزت و آبرو پر ڈاکے ڈالے جائیں کیا ان کی آنکھوں کا پانی اتنا مرچکا ہے کہ وہ مردوں کے دوش بدوش، بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ، اپنوں اور پردوں کے ہمراہ شرمناک مناظر اور اپنی لاشی ہوئی عزت و آبرو کا تماشہ دیکھیں، اس سے زیادہ عبرتناک منظر اور المناک حادثہ اور کیا ہو سکتا ہے کیا آپ کو سڑکوں پر دکانوں پر کلپوں میں سینما کے پردوں پر ذلت و

رسوئی کی حالت میں نہیں دکھلایا جاسا، گندی چیز گندی کہا ہے چاہے اس کا نام جتنا بھی خوبصورت رکھ دیا جائے۔ اگر بہنوں کو یہ ذلت و رسوائی برداشت نہیں ہے تو اس کو ختم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ ہاتھ پیسہ مارنے چاہئیں اور جو بہنیں اس سیلاب میں بہ رہی ہیں ان کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور ذلیل سوسائٹی اور گھناؤنے ماحول سے بچانا چاہیے کہ اس میں ان کی بھی حفاظت ہے اور آنے والی نسلوں کی بھی۔ اس طرح کرنے پر دین و خلاق معاشرت ملک اور قوم کی بڑی خدمت ہوگی اور تمام بہنیں اپنے صحیح مقام کو

بقیہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ

جدائی ہوئی تو فراق میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی ایک شخص بھی اس کے نہ رہے تھے۔

سفرت عائشہؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ رمضان المبارک ۶۵ھ کو مدینہ منورہ میں اہل طبعی سے وفات پائی اور جنت البقیع میں اسرارحت فرمائی۔

س: تراویح کی نماز صرف مردوں کے لیے سنت مودکہ ہے یا عورتوں کے لیے بھی سنت مودکہ ہے۔

ج: دونوں پر سنت مودکہ ہے۔ (شامی ۱-۵۲۰)

س: تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر مسجد میں مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

ج: صورت مسؤلہ میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مٹھائی تقسیم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کے لیے مسجد کی وقف رقم استعمال کرنا یا چندہ کرنا درست نہیں ہے۔

س: تراویح کی دوسری رکعت میں تعدہ کرنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: تراویح میں دوسری رکعت پر تعدہ کرنے کے بجائے گھر پر گیا تو اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے

حسنی فارمیسی کی مفید دوائیں

نشکر

شہید گری کی کامیاب ترین دوا قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ پینٹاب سے نشکر کو ختم کر کے خون میں شوگر کو کم کرنے کے لیے



ہردینا

گودہ کی پتھر کیلے آپریشن کی ضرورت نہیں گودہ، نشکر کی پتھر، درد پینٹاب میں ریت خون اور مہلک کیلے کبھی کبھی مفید



کبدون

بجراؤ پیتھ کی خرابیوں کو دور کرنے والا ہے نظریہ پینٹاب، بگراؤ پیتھ کے درد، کمزوری، درد اور پتھر کیلے نظریہ



بطینا

قبض اور گیس کی کامیاب دوا قبض گیس، بھوک، رنگنا، ہلن، گرائی اور دیگر خرابیوں کے لیے مفید دوا استعمال کریں، آرام پائیں

زونامین

فشارخون اور جلدی امراض کا مشرقیت تونی فساد، پھوسے پھوسے، حماض اور جلدی امراض کا کامیاب سیرپ جذام کے لیے نہایت جلد اثر کرنے والا



مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

HASANI PHARMACY